Presented by: Rana Jabir Abbas

تیسرا ایڈیشن

شہیدِ انسانیت

مصنفہ

عالیجناب سید العلماء مولانا مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ

مجتہد العصر مدظلہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

امامیہ مشن لکھنؤ کی پہلی دینی خدمت

کا تیسرا دور

پروردگار عالم کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے بحق محمدؐ و آل محمد صلوات اللہ علیہم اجمعین ہماری اس دینی خدمت کو قبول فرما لیا اور اس رسالہ کی ایک ہزار جلدیں جو پہلی مرتبہ شایع کی گئی تھیں ایک ماہ کے اندر ختم ہوگئیں اور پھر دوسرا ایڈیشن بھی چند مہینہ کی مدت میں ختم ہوا اور اب ہم بحمد اللہ اسکا تیسرا ایڈیشن قوم کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔

ابکی مرتبہ جناب مصنف علامہ مدظلہ العالی نے چند مطالب کا اضافہ فرمایا نیز بعض غلط فہمیوں کا مزید ازالہ فرما یا ہے جسکے سبب سے مخالفین کی اُس حرکت مذبوحی کا بھی قلع قمع کر دیا گیا ہے جو دوسرے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد عمل میں لائی گئی تھی۔ ہمکو قوی امید ہے کہ ہمدردان قوم اس ایڈیشن کو بھی زائد سے زائد تعداد میں خرید فرما کر غیر شیعہ حضرات میں مفت تقسیم فرمادینگے اور عند اللہ و عند الرسول ماجور ہوتے ہوئے ہماری ہمت افزائی کا سبب ہونگے اس مرتبہ ہم پھر عامۂ اہل اسلام کو توجہ دلاتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ وہ اس موضوع کا پورے سکون و اطمینان کے ساتھ غور کر کے صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش فرماوینگے۔

خادم ملت
سید ابن حسین عفی عنہ آنریری سکریٹری امامیہ مشن حسین آباد لکھنؤ
ذی القعدہ ۱۳۵۰ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وللہ الحمد والصلوٰۃ علی نبیہ وآلہ

تمہید:- کہنے کو قاتلان حسینؑ مسلمان تھے اور اسی بنا پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں لیکن تاریخی واقعات اس حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ نام نہاد مسلمان اسلام سے دور کا بھی علاقہ نہ رکھتے تھے۔

مذہب اُنکی نظر میں ایک خود ساختہ گھروندا اور دین و ایمان زاہد فریب بیکار کا ڈھکوسلا تھا، وہ دنیاوی جاہ و ثروت اور مادی ترقی و کامیابی کے آگے کسی دوسرے عالم اور اس عالم کی جزا و سزا کا اقرار تو درکنار اسکا خیال بھی ذہن میں نہ لاتے تھے۔ لامذہبی اُنکا حقیقی مذہب اور بے دینی اُن کا دین و آئین تھی جسکے مظاہرات بھی حسب موقع اُن سے ہوجایا کرتے تھے اور انہی مظاہرات کو تاریخ نے امانتداری کے ساتھ ہم تک پہونچا کر ہم کو انکے باطنی نیتوں پر حکم لگانیکا موقع دیدیا ہے قتل حسینؑ کا اصلی بانی یزید بن معاویہ ہے جس نے کفر و الحاد اور لامذہبی میراث میں پائی تھی اور اس کا اثر تھا جو جاہلیت و اسلام میں برابر ظاہر ہوتا رہا۔

ابوسفیان جسکے ہاتھوں اسلام کو اپنے ابتدائی و وسطی دور میں سخت مصائب اور خطرناک مواقع کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا اور بدر و احد و احزاب صرف اُسی کی عداوت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسلام کے کرشمے تھے وہ اگرچہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اسلام کے قدرتی جاہ و جلال سے مرعوب ہو کر سر تسلیم خم کر چکا تھا لیکن کفر و شرک نفاق کی صورت میں ہو کر اسکے دل میں ہمیشہ مضمر رہا اور مصلحت وقت کے باعث اس کو چھپائے رکھنے کی کوشش کے باوجود وہ اکثر مواقع پر سامنے بھی آتا رہا یہانتک کہ جنگ یرموک میں جبکہ مسلمانوں کا مقابلہ سلطنت روم کے لشکر سے تھا اور معرکہ کارزار گرم تھا اسوقت ابوسفیان دور سے کھڑا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا جب رومیوں کو غلبہ حاصل ہوتے ہوئے نظر آتا تھا تو کہتا تھا۔

"ایہ بنی الاصفر" یعنی شاباش اے ملک روم کے بہادرو اور جب مسلمانوں کو در القوت ہوتی تھی تو ابوسفیان کی زبان سے حسرت و یاس کے ساتھ یہ شعر نکلتا تھا

وبنو الاصفر الملوک ملوک الروم لم یبق منہم من ذکور

ہائے افسوس کہ سلطنت روم کے پرشوکت بادشاہوں کا نام مٹتے ہوئے نظر آ رہا ہے

عبداللہ بن زبیر نے اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اپنے باپ زبیر سے بیان کیا اسوقت کہ جب مسلمانوں کو کامل طور پر فتح حاصل ہو چکی تھی تو زبیر نے کہا قاتلہ اللہ یابی الا نفاقا اولسنا خیرا لہ من بنی الاصفر خدا اس کو سمجھے یہ نفاق سے باز نہ آئے گا کیا ہم اسکے لیے رومیوں سے بہتر نہیں ہیں

(دیکھو استیعاب ابن عبدالبر)

اور جب مسلمانوں کی خلافت تیسرے دور میں بنی امیہ تک پہونچی اور حضرت عثمان

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

خلیفہ بنائے گئے اسوقت ابوسفیان بہ عمر کے انتہائی دور میں تھے اور آنکھوں سے
بھی معذور ہو چکا تھا یہ خبر سنکر عثمان کے پاس آیا اور کہا کہ تیم و عدی کے بعد اب خلافت
تم تک پہونچی ہے - اس کو تم گیند کی طرح جدھر چاہو گردش دو اور بنی امیہ کے ذریعے
اسکی بنیادوں کو مضبوط کرو اس لئے کہ جو کچھ ہے وہ یہی دنیاوی سلطنت رہ گیا
جنت و دوزخ اس کو تو میں کچھ سمجھتا نہیں - یہ واقعہ بھی ابن عبدالبر کی کتاب
استیعاب میں جو مصر کے بعد خاص طور پر حیدرآباد میں طبع کی گئی ہے موجود ہے
ان دونوں تاریخی واقعوں سے ابوسفیان کے اسلام کی حقیقت کھلجاتی ہے اور
معلوم ہوتا ہے کہ سینہ کی ہڈیوں میں کفر و الحاد کے کیسے جراثیم پرورش پا رہے تھے
اسی ابوسفیان کے خلیفہ و جانشین حضرت معاویہ تھے جن کے متعلق زبان کھولنے
کے لئے بہت بڑی جرأت کی ضرورت ہے اسلئے کہ عام لوگوں نے انھیں بڑھا چڑھا کر
بڑے مرتبوں پر پہونچا دیا ہے لیکن مورخین اہل سنت مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے
اکثر واقعات کے اظہار میں کسی ذاتی رجحان اور خارجی دباؤ کا اثر نہیں لیا ہے بلکہ
حقائق کو اصلی صورت میں پیش کر دیا ہے اگرچہ وہ خود انہیں میں سے کسی کے مسلمہ
عقیدہ کو ملیامیٹ کر دیں - معاویہ کی نظر میں مذہب کی وقعت جتنی تھی وہ اس واقعہ
سے ظاہر ہے کہ حتات مجاشعی اور جاریہ بن قدامہ اور احنف یہ تینوں شخص
امیر معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے معاویہ نے جاریہ و احنف کو حتات سے
زیادہ جائزہ عطا کیا جس پر حتات نے آکر شکایت کی کہ آپ نے فلاں دو شخصوں کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

میرے اوپر ترجیح دی اور انکا مجھ سے زیادہ لحاظ کیا، معاویہ نے جواب دیا کہ ان سے مین نے انکا دین ومذہب مول لے لیا ہے، عقات نے کہا پھر مجھ سے بھی میرا دین خرید لیجیئے (ملاحظہ ہو استیعاب مطبوعۂ دائرۃ المعارف حیدرآباد جلد اول صفحہ ۴۵۵ و اسد الغابہ ابن اثیر جزری ج ۱ ص ۳۷۹)

اسی نوعیت کا واقعہ ابن اثیر جزری نے کامل التواریخ مین لکھا ہے کہ مغیرہ بن شعبہ نے بصرہ سے دس آدمیون کو ۳۰ ہزار درہم رشوت کے ساتھ یزید کی ولیعہدی پر راضی کر کے اپنے بیٹے موسیٰ بن مغیرہ کی معیت مین معاویہ کے پاس بھیجا اور اُن لوگون نے معاویہ کے سامنے یزید کی جانشینی پر اظہار مسرت کیا، اس وقت معاویہ نے آہستہ سے موسیٰ بن مغیرہ سے پوچھا کہ سچ بتا کتنے کو تیرے باپ نے ان لوگون سے انکے دین وایمان کو خریدا ہے، موسیٰ نے کہا کہ تیس ہزار درہم کو۔

ان دونون واقعون سے صاف ظاہر ہے کہ دین ومذہب کی ان نظرون مین کوئی وقعت نہ تھی اور روپیہ اشرفیون یا صرف ظاہری آؤبھگت پر لوگون سے انکے دین وآئین کو خرید کر لا مذہبیت کو رواج دیا جارہا تھا،

اسلام کا مشہور ومعروف مسلم الثبوت مورخ اور امام فن محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ مین سنہ ۲ھ کے واقعات لکھتے ہوئے رقمطراز ہے کہ عمر عاص اہل مصر کی ایک جماعت کے ساتھ معاویہ کے پاس دار الخلافہ شام باریابی کے لیئے آیا۔

(یہ وہ زمانہ تھا کہ عمرو عاص معاویہ سے کسی حد تک برسر پرخاش تھا) اس نے

jabir.abbas@yahoo.com

ان لوگون کو سکھلا دیا کہ دیکھو جب تم معاویہ کے دربار مین جانا تو اُسے خلیفہ کہکر سلام نہ کرنا اور جہانتک ممکن ہو اس سے حقارت کے ساتھ بات کرنا، اسکی وجہ سے تمھاری ہیبت اُسکے دل پر قائم ہوگی معاویہ کو جب ان لوگون کے پہونچنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی ذہانت سے عمر عاص کی سازش کو تاڑ گئے اور دربانون سے کہا کہ میری سمجھ مین یہ آتا ہے کہ نابغہ کے لڑکے (عمر عاص) نے ان لوگون کی نظر میں میری منزلت کو گھٹا دیا ہوگا لہذا تم خیال رکھو جب یہ لوگ آئین تو ان کے ساتھ انتہائی سختی کرنا یہانتک کہ ہر شخص کو ان مین سے یقین ہو جائے کہ اُسکی جان کی خیر نہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سب سے پہلے جو شخص معاویہ کے سامنے دربار مین حاضر ہوا وہ یون آداب بجا لایا کہ السلام علیک یا رسول اللہ بس پھر کیا تھا سب نے اُسی کی موافقت کی اور جو آیا اُس نے معاویہ کو رسول اللہ کہکر سلام کیا (تاریخ طبری ج ۶ ص ۱۸۴ مصر)[۵]

---

[۵] اس روایت کے تتمہ مین حسب ذیل عبارت بھی موجود ہے قال ولبس معاویۃ یوما عمامتہ الحرقانیۃ واکتحل وکان من اجمل الناس اذا فعل ذلک شک عبد اللہ فیہ سمعہ او لم یسمعہ معاویہ نے ایک روز اپنا عمامہ حرقانیہ پہنا اور سرمہ لگایا اور وہ جب ایسا کر دیتے تھے تو اُنکے حسن وجمال کی انتہا نہ رہتی تھی عبد اللہ کو اس مین شک ہے کہ اس کو سنا تھا یا نہیں۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک خوش عقیدہ مسلمان کو اس واقعہ سے حیرت و تعجب کی انتہا نہیں رہ سکتی اسلامی دربار میں خلیفہ وقت کو رسول اللہ کہکر سلام لیا جائے اور ان لوگوں کو سزا تو درکنار معمولی سی تنبیہ بھی نہ کی جائے۔ اس سے ضمیر کا پتہ صاف چلتا ہے اور حقیقی مقصد واضح ہو جاتا ہے۔

خود حاکم وقت کو جانے دو، دمشق کے بھرے ہوئے دربار میں کسی ایک شخص کا بھی اس واقعہ پر چین بجبین ہونا تاریخ میں نظر نہیں آتا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت اسلامی جذبات اور مذہبی احساسات کس درجہ فنا ہو چکے تھے۔

رسالتمآبؐ کی عظمت عوام کی نظروں میں خلیفۃ المسلمین سے زیادہ بھی جب کہ

(بقیہ مضمون صفحۂ سابق) وہ لوگ جو حضرت معاویہ کے ہر طرز عمل کی حمایت کرنا اور انکی ہر بات کو بنا ناحیاہ وہ کتنی ہی غیر قابل تاویل ہو اپنا وتیرہ منصبی سمجھتے ہیں انھیں کوئی تعجب نہیں ہو کہ اس عبارت کے آخری فقرہ کے اندر ڈوبتے میں تنکے کا سہارا مل جائے اور فوراً شك عبد الله فيه سمعه او لم يسمعه کے معنی یہ کہدیں کہ "اس روایت کا راوی عبداللہ شک کرتا ہو کہ حضرت معاویہ نے اس لفظ کو سنا یا نہیں سنا"

لیکن افسوس ہو کہ روایت پر شروع سے آخر تک ایک چلتی ہوئی نظر بھی جو ڈالی جائے اس خیال کو بے بنیاد ثابت کر دیتی ہو۔ حدثنی عبد الله بن احمد قال

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس واقعہ سے ظاہر ہے جسکو ابو حاتم سہل بن عثمان سجستانی بصری متوفی ۲۵۵ھ نے اپنی کتاب معمرین میں جو مصر کے مطبع سعادت میں ۱۳۲۳ھ میں شایع ہوئی ہے درج کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ معاویہ کو اشتیاق پیدا ہوا ایک ایسے شخص سے ملنے کا جسکی عمر بہت زیادہ طولانی ہو اور وہ اس سے زمانۂ قدیم کے حالات دریافت کریں لوگوں نے حضرموت کے ایک شخص کا پتہ دیا جس کا نام امد بن ابد تھا اور اسکی عمر تین سو ساٹھ برس کی ہوچکی تھی۔ اثنائے گفتگو میں معاویہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے ہاشم کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں نے انکی زیارت کی ہے بہت شاندار بلند بالا خوبصورت شخص تھے پوچھا کہ امیہ کو بھی دیکھا ہے؟ کہا کہ ہاں ایک پست قامت اندھا آدمی تھا جسکے

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) حدثنی ابی قال حدثنی سلیمان قال قرأت علی عبد اللہ عن فلیح قال اخبرت۔

اس سلسلے سے صاف ظاہر ہے کہ عبد اللہ ابتدائی راوی ہے یا وسطی بلحاظ سند کے بیچ میں واقع ہوتا ہے اور وہ موقع واردات پر موجود نہ تھا اور واقعہ اسکا چشم دید نہیں تھا بلکہ اس تک واقعہ کی خبر دو راویوں کے واسطہ سے پہونچی ہے لیکن صورت حال کی بنا پر یہ شک کرنا کہ حضرت معاویہ نے سنا تھا یا نہیں اس راوی کا حق ہے جو واقعہ کا دیکھنے والا اور موقع پر موجود تھا وہ اگر اس شک کا اظہار کرتا کہ حضرت معاویہ نے سنا یا نہیں تو واقعہ میں شاید کچھ ابہام پیدا بھی ہوجاتا لیکن اس نے تو بہت صفائی کے ساتھ اصلی واقعہ کو

چہرہ سے شرارت ظاہر ہوتی تھی۔ معاویہ نے کہا کہ تو نے محمد کو بھی دیکھا ہے؟ اس نے ان معمولی لفظوں میں ایک مسلمان سے حضرت کا نام سنکر متعجبانہ انداز سے پوچھا محمد کون؟ کہا وہی رسول خدا۔ یہ سنکر اس نے کہا کہ "وائے ہو تم پر تم نے پہلے ہی ان کا اس طرح احترام کے ساتھ نام کیوں نہ لیا جس کا خدا نے انھیں مستحق بنایا ہے؟ یوں کیوں نہ کہا کہ تو نے رسول اللہ کو دیکھا ہے؟" یہ واقعہ ابن اثیر جزری کی اسد الغابہ (ج ۱ ص ۱۱۵) میں بھی موجود ہے۔

اس سے زیادہ شرمناک اور تعجب خیز واقعہ وہ ہے جس کو زبیر بن بکار نے موفقیات میں درج کیا ہے یہ زبیر محدثین اہل سنت میں بلند پایہ شخص اور صحاح ستہ کے

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) نقل کیا ہے جس میں کسی شک و شبہ کا اظہار نہیں ہے اب کسی طبقوں کے بعد کا جو راوی ہے وہ یہ کہے کہ مجھ کو شک ہے حضرت معاویہ نے سنا تھا یا نہیں تو کہاں تک قابل قبول ہو سکتا ہے۔

درحقیقت شک فیہ سمعہ او لم یسمعہ کے یہ معنی قرار دینا بالکل اصول تکلم اور آئین گفتگو کے خلاف اور سراسر غلط ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ گذشتہ روایت کے ختم ہونے کے بعد جو مسلم حیثیت رکھتی تھی قال کے مستقل عنوان سے راوی نے کچھ اور باتیں حضرت معاویہ کی نقل کی ہیں اور وہ یہ کہ حضرت معاویہ نے ایک دن اپنا عمامہ خز قانیہ باندھا اور یہ کہ جب وہ ایسا کرتے تھے تو انتہائی حسین معلوم ہوتے تھے۔ اس ٹکڑے ... سے متعلق

Presented by: Rana Jabir Abbas

روات مین سے ہی وہ لکھتا ہے کہ مطرف بن مغیرہ بن شعبہ ناقل ہے کہ مین اپنے باپ مغیرہ کے ساتھ دمشق امیر معاویہ کی خدمت مین باریاب ہونے کے لیے گیا مغیرہ شاہی مہمان ہوئے اندر روز معاویہ کے دربار مین جاتے اور جب واپس ہوتے تو معاویہ کے عقل وفراست اور تدبر و دور اندیشی کی تعریفین کرتے تھے ایک مرتبہ رات کو جو واپس ہوئے تو کھانے سے انکار کردیا اور محزون و مغموم سر جھکا کر بیٹھ گئے مین نے کچھ دیر انتظار کیا کہ یہ خود بولین مگر انھون نے کچھ نہ کہا تو مین نے خود دریافت کیا کہ آج آپ کے مغموم ہونے کی کیا جہت ہے؟ کہا بیٹا کیا بتلاؤن مین ایک ایسے شخص کے پاس سے آرہا ہون جو کفر وخباثت مین دنیا بھر سے زیادہ ہے۔ مین نے متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ کیا

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) راوی عبداللہ کو شک ہے کہ یہ بھی انھون نے (یعنی عبداللہ نے) اپنے سے واقعہ کے بیان کرنیوالے راوی (اپنے باپ یا فلیح) کی زبانی سنا تھا یا انھین اصل روایت سے کوئی تعلق نہین ہے۔ اگر ایسا بھی ہو کہ یہ فقرہ راوی کا اصل واقعہ سے تعلق رکھتا ہے تو بھی وہ حقیقۃً راوی کے حسن ظن اور خوش عقیدگی کا نتیجہ ہے کہ وہ کبھی حضرت معاویہ کی نسبت یقینی طور پر اس امر کو باور نہین کرنا چاہتا کہ انھون نے ایسا سنا ہو اور سکوت کیا ہو اسلیے وہ اس امر کو مشتبہ قرار دیتا ہے کہ حضرت معاویہ نے اس لفظ کو سنا ہو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی حقیقۃً اہل سنت وجماعت مین سے اور امیر معاویہ کے ساتھ کامل عقیدت مندی رکھتا تھا۔ اگر اصل واقعہ مین کسی قسم کی کمزوری پائی جاتی تو

jabirabbas@yahoo.com

کہا کہ آج تنہائی مین مین نے کہا کہ اے امیر المومنین اب آپکی کافی عمر ہو چکی ہے بہتر ہے
کہ آپ عدل و احسان کو کام مین لائین اور کتنا اچھا ہے کہ اب آپ اپنے رشتہ دار
بنی ہاشم کی طرف بھی توجہ کیجئے اور اُن کے ساتھ صلہ رحم فرمایئے کیونکہ اب اُنکے پاس
کوئی ایسا سامان نہین رہا ہے جس سے آپ کو کچھ اندیشہ ہو اس طرح آپکا ذکر جمیل
اور اجر و ثواب دنیا و آخرت مین باقی رہ جائیگا ۔
یہ سنکر معاویہ بپھر پڑے ۔ کہا کہ ہیہات ہیہات مجھ کو کس ذکر جمیل کی امید ہوسکتی
ہے کہ جو باقی رہے ، قبیلہ تیم کے خلیفہ (ابوبکر) نے سلطنت کی اور کیسے کیسے کام
کئے ۔ اور کس طرح عدالت کی پھر کیا ہوا سوائے اسکے کہ آخر جب وقت آئی تو انکا نام بھی

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) وہ یقیناً اُسی کا انکار کر دیتا اور خود بیان نہ کرتا لیکن چونکہ اصل واقعہ
ناقابل انکار تھا اسلئے اُس نے اسکی تاویل مین اپنی خوش عقیدگی کا مظاہرہ کیا ہے
اور یہ امر طے شدہ ہو کہ راوی کے اقوال بحیثیت راوی اُسی حد تک معتبر ہین کہ
جہاں تک وہ بیان واقعہ سے تعلق رکھتے ہون نہ اسکے ذاتی خیالات ۔
واقعہ ایک ایسے عقیدت مند راوی کا بیان کردہ سامنے موجود ہے اس سے نتیجہ
نکالنا ہر بابصیرت انسان کا خود کام ہے اگر درایت کوئی چیز ہے اور واقعات کے ساتھ
قرائن کا انضمام کچھ بتلایا کرتا ہے تو اس مین کوئی شبہ نہین ہے کہ راوی کا یہ شک کہ امیر معاویہ
نے سنا بھی تھا یا نہین بالکل بے موقع اور ناقابل اعتبار ہے ۔ صبر و سکون کے ساتھ روایت کا

Presented by: Rana Jabir Abbas

مردہ ہوگیا اور سوائے اسکے کہ لوگ "ابن حضرت ابوبکر" اور کوئی اثر نہ چھوڑا پھر قبیلہ عدی سے خلیفہ "عمر" نے سلطنت کی اور دس برس کی عرق ریزی اور جانفشانی سے کار اسے نمایاں انجام دیئے انکا انجام بھی یہی ہوا کہ وہ خود مردہ ہوگئے اور ان کا نام بھی مردہ ہوگیا سوا اسکے کہ لوگ کہدیں حضرت عمر لیکن یہ ابن ابی کبشہ (یہ وہ نام ہے جس سے کفار قریش حضرت رسولؐ کو یاد کیا کرتے تھے) روزانہ پانچ دفعہ اذان میں اس کا نام اس طرح پکارا جاتا ہے کہ اشہد ان محمد الرسول اللہ بعد اب مجدد لیے بس کارنمایان کے بقاء کی امید ہو اور کون سا نام پھر باقی رہ سکتا ہے ؟ کچھ بھی نہیں آخر کار انجام زمین میں دفن ہونا ہے اور بس (نصائح کافیہ محمد بن عقیل حضرمی ص ۹۳)

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) ایک نظر پھر مطالعہ کرو اور اسکے بعد فیصلہ کرو۔ مصری جماعت کے ورود کے موقع پر عمرو عاص اسکی کوشش کرتا ہے کہ یہ لوگ معاویہ کو خلیفہ کہکر سلام کریں حضرت معاویہ کو بھی اس سازش کا اپنی ذاتی فراست کی بنا پر یا کسی اور ذریعہ سے پتہ چلجاتا ہے۔ چنانچہ وہ پیش بندی کے طور پر انتظامات کرتے ہیں کہ مصری جماعت کے ساتھ انتہائی سختی کی جائے جس کے رعب میں آکر وہ عمرو عاص کی سازش پر عمل نہ کرسکیں۔ اس صورت حال کا فطری لازمہ یہ ہو کہ جب وہ لوگ معاویہ کے سامنے آئیں تو حضرت معاویہ کی تمام تر توجہ اسی کی طرف مبذول ہو کہ دیکھوں یہ لوگ کیا کرتے ہیں ؟ اسکے بعد وہ لوگ دربار میں وارد ہوتے ہیں اور سلام کرتے ہیں ظاہر ہے کہ سلام کسی شخص کو میل دو میل سے نہیں کیا جاتا بلکہ قریب سے ہوتا ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی دادا کا پوتا اور اسی باپ کا بیٹا یزید تھا جس کو اتفاقات زمانہ اور باپ کی حسن سیاست نے مسلمانون کی گردن پر سوار کردیا تھا۔ اُس کے اقوال وافعال سب ہی اُس کے عقیدہ کے آئینہ دار تھے افعال کا یہ عالم کہ واقدی نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کی زبانی نقل کیا ہے کہ خدا کی قسم ہمکو یزید کی حکومت میں یہ خوف ہو گیا تھا کہ اب آسمان سے ہم پر پتھر برسائے جائین گے وہ ایسا شخص تھا جو اپنی مان بیٹیون بہنون تک کو نہ چھوڑتا تھا اور شراب آزادی سے پیتا تھا اور نماز کو ترک کرتا تھا۔ (صواعق محرقہ ابن حجر ص۱۲۵ طبع مصر)

اور اقوال کا یہ حال کہ بھرے دربار مین اُسکی زبان اِن اشعار کے ساتھ مترنم تھی

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) اور پھر یہ لوگ ایک دو نہین تھے بلکہ کافی جماعت تھی جو یکے بعد دیگرے آپکی خدمت مین آرہے تھے اور جو آتا تھا وہ بھی کہتا تھا کہ السلام علیک یا رسول اللہ اسکے بعد یہ شبہہ ظاہر کرنا کہ حضرت معاویہ نے سنا یا نہین اُسی وقت قابل قبول ہو سکتا ہے جب تاریخ کے ورق حضرت معاویہ کے لیئے (خدانخواستہ) ثقل سامعہ کا پتہ دیدین لیکن اُنسے ثابت ہے کہ ایسا نہین ہے۔

رہ گئی رجال سند کی بحث تو یہ ظاہر ہو کہ تاریخی واقعات مین مستند مورخین کے اعتماد اور نقل ہی پر بنیاد قرار پاتی ہے اور اس روایت کے احتجاج کے لئے طبری ایسے امام حافظ متقن کا نقل و اعتماد کافی ہے جو شیعہ بھی نہ تھے کہ اُنکی نسبت امیر معاویہ سے خواہ مخواہ کی

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیت اشیاخی ببدر شهدوا　　جزع الخزرج من وقع الاسل

کاش میرے جنگ بدر والے بزرگ موجود ہوتے اور وہ مشاہدہ کرتے فریق مقابل کی گھبراہٹ کا نیزون کے مقابلہ مین

لعبت هاشم بالملک فلا　　خبر جاء ولا وحی نزل

یہ تو بنی ہاشم کو سلطنت کا ایک کھیل تھا۔ نہ کوئی خبر آئی تھی نہ آسمان سے کوئی وحی اتری تھی۔

لست من خندف ان لم انتقم　　من بنی احمد ما کان فعل

مین اپنے بزرگون کی نسل سے نہین اگر محمد کی اولاد سے انکے کیے کا بدلا نہ لون

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) عداوت کا الزام عائد ہو سکے بیشک تاریخ طبری مین اسکے قبل و بعد امیر معاویہ کی تعریف اور انکے ورع و تقوی کی حکایتین بھی موجود ہین لیکن یہ کون نہین جانتا کہ کسی خاص عقیدہ والے کی تحریر اس عقیدہ کے خلاف جتنی مستند ہو سکتی ہے اسکے موافق نہین۔ طبری جتنی بھی جلالت قدر اور عظمت رکھتے ہون وہ اپنے فرقہ مین ہے اور اسی حیثیت سے ہم نے بھی انکو "مشہور و معروف مسلم الثبوت مورخ اور امام فن" کے لفظون سے یاد کیا ہے۔ لیکن بہرحال وہ سنی تھے اور اس لئے امیر معاویہ کی مدح مین انکے روایات کا پیش کرنا ویسا ہی ہے جیسا انکی مذمت مین شیعی روایات۔ یہ صرف مسلک مناظرہ ہی کے خلاف نہین ہے کہ جس سے مجھ کو تعلق نہین بلکہ مسلک تحقیق کے بھی خلاف ہے جو میرا نصب العین ہے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com　http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

فجزیناهم ببدر مثلها　　　وباحد یوم احد فاعتدل

جو جنگ بدر و احد میں ہمارے ساتھ سلوک ہوا تھا اُس کا ہم نے پورا پورا بدلا لے لیا۔

لو رأوہ لاستھلوا فرحا　　　ثم قالوا یا یزید لا تشل

اگر میرے بزرگ اس موقع کو دیکھ لیتے تو خوشی کے مارے کھلجاتے اور کہتے کہ اے یزید کبھی تیرے ہاتھ شل نہوں۔

یہ وہ اشعار تھے جو نشۂ شراب و نشۂ فتح و نصرت دوہری مستی کے عالم میں یزید کی زبان سے نکل رہے تھے اور وہ اپنے ذاتی خیالات کو بغیر کسی اندیشہ کے ظاہر کر رہا تھا اور علامہ سبط ابن جوزی نے انہی اشعار کی بناء پر صریحی طور سے اُسکے کفر کا فتوی دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر یزید کے دل میں زمانۂ جاہلیت کی عداوت اور بدر و احد کے انتقام کا جوش نہوتا تو کم از کم وہ سر حسینؑ کے ساتھ بے احترامی

(بقیہ مضمون صفحہ سابق) ایک واقعہ کے ثبوت میں مخالف فریق کے موافق بیانات جتنے مفید ہو سکتے ہیں موافق فریق کے موافق بیانات نہیں اور اسلئے ہم کو طبری کے ان روایات پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں جو ہیں امیر معاویہ کی مدح میں رطب اللسانی کی گئی ہے ۱۲

مولف

۲۱ ذی القعدہ ۱۳۵۱ھ

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

دیتا اور اسکے دفن و کفن کا حکم دیتا، ورنہ ان اہلبیت کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک کرتا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دل میں کفر و جاہلیت کے جذبات موجود تھے جو اسکو اہلبیت رسولؐ کے ساتھ کسی ہمدردی پر آمادہ نہونے دیتے تھے محمد بن جریر طبری کہ جنھیں یزید کے ساتھ کافی خلوص ہے اور تاریخی مسلمات کے خلاف اہلبیت رسالت کے ساتھ یزید کے حسن سلوک کی حکایتیں نقل کرنے میں انھیں لذت محسوس ہوتی ہے وہ بھی اس موقع پر کہ جب یزید نے اہل حرم کو انکی واپسی کی اجازت دی ہے اور غارت شدہ اموال کو واپس کیا ہے حضرت سکینہ بنت الحسینؑ کی زبانی یزید کی مدح میں جو فقرہ نقل کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ

ما رأیت رجلا کافرا باللہ خیرا من یزید بن معاویۃ میں نے کوئی کافر شخص کہ جو خدا پر ایمان نہ رکھتا ہو یزید بن معاویہ سے بہتر نہیں دیکھا طبری ج ۶ ص ۲۶۷ اس سے بھی یزید کے مذہب پر کافی روشنی پڑتی ہے

یزید کے بعد دوسرا شخص جسے قاتل امام حسینؑ کہا جا سکتا ہے وہ پسر مرجانہ عبید اللہ بن زیاد ہے جو یزید کے ساتھ یکجان دو قالب کی حیثیت رکھتا تھا اور اُسکے متعلق یزید نے اپنے ان اشعار میں اظہار خیال کیا ہے۔

اسقنی شربۃ تروی مشاشی   ثم مل فاسق مثلها ابن زیاد

ہاں اے ساقی مجھ کو ایک ایسا شربت پلا دے جو میرے جسم کے ہر جوڑ بند کو سیراب کر دے پھر کھڑے ہو کر ایسا ہی ایک جام ابن زیاد کو پلا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

صاحب الود والامانۃ والتسدید منی ومغنی وجہادی

وہ کہ جو خالص دوست اور امانت دار اور میری تائید کرنے والا اور میرا سرمایہ زندگی اور جنگ میں میرا ہمدست ہے۔

اس شخص کا کفر و الحاد اور احکام خدا و رسول سے روگردانی طشت از بام تھی اور کوفہ کے عام افراد بھی اس سے خوب واقف تھے چنانچہ اس موقع پر جب حضرت مسلم ہانی بن عروہ کے گھر پر فروکش تھے اور شریک بن اعور کی عیادت کے لیے ابن زیاد کے آنے کی خبر معلوم ہوئی اور شریک نے حضرت مسلم سے کہا کہ یہی موقع ہے اس کو قتل کر ڈالئے لیکن ابن زیاد آیا بھی اور چلا بھی گیا مسلم نے کوئی اقدام اسکے قتل پر نہ کیا۔ شریک نے اس کے جانے کے بعد مسلم سے اس کا سبب پوچھا تو مسلم نے کہا خصلتان اما احدہما فکراہۃ ہانی ان یقتل فی دارہ واما الاخریٰ فحدیث حدثہ الناس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الایمان قید الفتک ولا یفتک مومن اسکے دو سبب تھے پہلے تو یہ کہ ہانی کو یہ امر ناپسند تھا کہ ابن زیاد انکے گھر میں قتل کیا جائے دوسرے یہ کہ جناب رسالت مآب کی حدیث ہے کہ ایمان قتل پر پابندی عائد کرنے والا ہے اور کوئی مسلمان قتل نہیں کیا جا سکتا۔

یہ سنکر ہانی نے کہا۔

اما واللہ لو قتلتہ لقتلت فاسقاً فاجراً کافراً غادراً ولکن کرہت

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ان یقتل فی داری۔

خدا کی قسم آپ یقین جانیئے کہ اگر آپ اس کو قتل کرڈالیے تو کسی مسلمان کا قتل نہ ہوتا بلکہ ایک فاسق فاجر کا غدار کا قتل ہوتا بیشک مجھ کو یہ نا پسند تھا کہ وہ میرے گھر میں قتل ہو۔ (طبری ج ۶ ص ۲۰۲)

تیسرا شخص جو قتل حسین عہ کا براہ راست ذمہ دار کہا جا سکتا ہے وہ عمر بن سعد۔ ت۔ اسکے اسلام کی حقیقت ان اشعار سے ظاہر ہے جو اس نے اس موقع پر نظم کئے تھے کہ جب ابن زیاد نے اس کو قتل امام حسین پر مامور کیا ہے۔

فواللہ لا ادری وانی لحائر　　افکر فی امری علی خطرین

خدا کی قسم میری کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور میں حیران ہوں میں اپنی نسبت دو عظیم باتوں میں فکر کر رہا ہوں۔

اأترک ملک الری والری منیتی　　ام اصبح ماثوما بقتل حسین

کیا میں ملک رے کو ہاتھ سے جانے دوں حالانکہ ملک رے کی مجھ کو مدت سے آرزو ہے یا میں حسین عہ کو قتل کرکے ہمیشہ کے لئے گنہگار بنوں۔

الا انما الدنیا بخیر معجل　　وما عاقل باع الوجود بدین

یاد رہے کہ دنیا نقد و حاضر راحت کا نام ہے اور کون عاقل ہے جو نقد کو قرض کے عوض بیچ ڈالے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

یقولون ان اللہ خالق جنۃ ونار وتعذیب وغل یدین

لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے کوئی جنت خلق کی ہے اور آگ اور عذاب اور ہاتھوں کی ہتھکڑیاں۔

فان صح ما یقولون انثنی الوب الی الرحمٰن من سنتین

اچھا تو اگر یہ لوگ سچے ہیں ان باتوں کے کہنے میں تو کوئی حرج نہیں ہے یعنی دو برس کے اندر اس گناہ سے توبہ کر لوں گا۔

وان کذبوا فزنا بدنیا عظیمۃ وملک عقیم دائم الحجلین

اور اگر یہ غلط کہتے ہیں اور جنت و دوزخ کی کوئی حقیقت نہیں تو پھر کیا ہے پھر تو ہم ایک عظیم دنیا اور ایسے ملک کے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے جسکی نعمتیں باقی رہنے والی ہیں۔

ان اشعار میں صریحی طور پر عقیدہ معاد اور جنت و دوزخ کے وجود کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

جب حکام و رؤسا کا یہ عالم تھا تو دوسروں کا کیا پوچھنا وہ تو انہی لوگوں کے اشارہ پر چلنے والے اور انکے آلہ کار تھے۔ انکا مذہب سنہرے اور روپہلے سکوں کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ان لوگوں کو مسلمان کہنا اسلام کے دامن پر ایک بدنما داغ لگانا ہے اور درحقیقت ان سے اسلام کو کوئی تعلق نہیں ہے یہ تاریخی حقیقت ہے جس میں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں اور اسکے بعد اس سوال کا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

موقع ہی نہیں رہتا کہ یہ لوگ سنی تھے یا شیعہ۔ اس لیے کہ سنی شیعہ کا افتراق تو اسلامی مشترکہ اصول و عقائد کو تسلیم کرلینے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ جب خود اسلام ہی سے دامن کش نظر آتا ہو تو سنی، شیعہ کی تفریق بے موقع ہے لیکن افسوس ہے کہ دور حاضر میں بعض حضرات خواہ مخواہ اختلاف پیدا کرتے ہیں اور محسوس ہوتی ہے اور کبھی آپس کی بات پیدا کرکے اسلامی جماعتوں میں تصادم پیدا کرتے ہیں تو وہ اس خیال کو بہت اہمیت دیتے ہیں کہ قاتلان امام حسینؑ خود شیعہ ہی تھے اور یہ دعویٰ بڑے زور و شور سے ان حلقوں میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ تاریخی نصوص و شواہد اس دعوے کو بالکل بے بنیاد ثابت کرنے میں ہم آواز ہیں لہٰذا ایک تاریخی فرض کی حیثیت سے ہم نے قصد کیا ہے کہ اس سلسلہ میں عام مسلمانوں کو متوجہ کرکے تاریخی حقائق کا ایک سلسلہ پیش کریں جس کے بعد یہ منزل اس تفصیل اور توضیح سے گرد ہو جائے اور پھر کبھی اس کی جرأت نہ ہو کہ قاتلان حسینؑ کو شیعہ کہا جائے۔

قاتلان حسینؑ کے مذہب پر اجمالی نظر

گزشتہ سلسلہ کلام میں جو کچھ حوالہ قلم ہوا وہ اس ننگ انسانیت جماعت کے باطنی عقائد کی بنا پر تھا جس کی پردہ دری تاریخ کے ہاتھوں نے ہو کے صاف واضح کردیا ہے کہ اس جماعت کے دل میں اسلامی عقیدہ کا کوئی نقش قائم نہ ہوا تھا بلکہ ان کا مذہب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com

عین لامذہبی کی تصویر تھا لیکن اس میں شک نہیں کہ ظاہری حیثیت سے یہ افراد مذہب اسلام کے حلقہ بگوش تھے اور انکی لامذہبی جس درجہ پر بھی ہو مگر ان پر اسمی رسمی مذہب کا ایک ہلکا سا پردہ پڑا ہوا ضرور تھا جس کی بنا پر یہ سوال پیدا ہوجاتا ہے کہ ان کا تعلق اسلام کے کس فرقہ سے تھا؟ اس امر کی تحقیق کے لئے

دو تنقیحیں قائم ہونا ضروری ہیں۔

(۱) امام حسینؑ کے قتل کی بنیاد کیا تھی؟

(۲) جس بنیاد پر اس عظیم قتل کا ارتکاب کیا گیا تھا اُسکی جگہ کس فرقہ کے اصول و تعلیمات میں نکالی جا سکتی ہے؟

ان دونوں تنقیحوں کے حل کرنے کے بعد یہ سوال خود بخود حل ہو جائیگا کہ اس قتل پر اقدام کرنے والے کس فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

تاریخی حیثیت سے یہ امر ناقابل انکار ہے کہ قتل امام حسینؑ کی بنیاد امیر معاویہ کے بعد یزید کی خلافت اور اُس کے تسلیم کرانے کے لئے حسینؑ بن علیؑ سے بیعت پر اصرار اور حسینؑ کا اس خلافت کے تسلیم کرنے سے انکار اور اپنی بات پر آخر وقت تک ہزار ہزار مصیبتیں سامنے آنے پر بھی قائم رہنا ہے۔

یہی چیز وہ تھی جس نے دنیا کی اس طویل و عریض وسعت کو فرزند رسولؐ پر تنگ کر دیا تھا اور جس کی بنا پر یہ دشمنوں کی خون آشام تلواریں اس بیگناہ کے خون کی پیاسی ہو گئی تھیں۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

وہی وقت جب امیر معاویہ بقول ابن حجر مکی (۱) یزید کی محبت میں اندھے ہو کر مسلمانوں سے اپنے ہمہ تن فسق و فجور بیٹے یزید کی بیعت لے رہے تھے اور اسکی ولیعہدی کو تسلیم کرانے کے لیئے شام و عراق کے خزانے اور حیلہ گری و سیاست کے تمام ہتکھنڈے صرف ہو رہے تھے اور عالم اسلام کا ہر جزو و کل تابع فرمان ہو چکا تھا اس موقع پر پانچ شخص ایسے تھے جو حاکم شام کی تمام سطوت و قوت اور تدبیر و سیاست کے باوجود اپنی بات پر قائم تھے اور یزید کی بیعت کرنا اپنے لیئے ننگ سمجھتے تھے جن میں سب سے پہلا نام حسین بن علی کا ہے اور آپکی دیکھا دیکھی عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر اور عبداللہ بن عباس بھی یزید کی بیعت سے انکار کرتے تھے۔

امیر معاویہ پر یہ امر چھپا ہوا نہ تھا کہ اس جماعت میں سب سے زیادہ نمایاں ہستی حسینؑ کی ہے اور اس بناء پر خود مدینہ آکر سب سے پہلا کام جو کیا وہ یہ کہ حسینؑ بن علیؑ کو بلوا کر کہا کہ اس معاملہ میں تمام لوگ ہموار ہو چکے ہیں سوائے پانچ آدمیوں کے قریش میں سے جن کی سرگردگی تم کر رہے ہو۔ حضرت نے متعجبانہ انداز سے کہا "انا اقودھم" میں انکی سرگردگی کرتا ہوں؟ معاویہ نے زیدہ دلیری کے ساتھ کہا نعم انت تقودھم "بیشک آپ ہی انکے سرگروہ ہیں" یہ سنکر حضرت نے فرمایا تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ آپ دوسرے لوگوں کو بلوا کر ان سے بیعت کا مطالبہ کیجیے اگر

(۱) تطہیر الجنان حاشیہ صواعق طبع مصر ص۶۵

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اُن سب نے بیعت کر لی تو تنہا مجھ سے آپ کو کسی اندیشہ کی ضرورت نہین یزید فی الحقیقت کامیاب ہوئی اور نتیجہ مین امیر معاویہ کی یہ کاوش بے سود ثابت ہوئی اس لیے کہ آخر تک سوائے عبداللہ بن عمر کے جو ایک کمزور دل اور عقیدہ کے شخص تھے ان اشخاص مین سے کسی نے بیعت کی ہامی نہین بھری (تاریخ طبری جلد ۶ صفحہ ۱۷۱)

امیر معاویہ اپنی زندگی کے دن پورے کر چکے اور ۷۵ و ۹۰ کے درمیانی عمر مین رجب سنہ ۶۰ھ مین رحلت کر گئے یزید تخت خلافت پر متمکن ہوا اور تمام اہل شام نے بیعت کی، دنیا تمام زیب و زینت کے ساتھ یزید کے سامنے موجود تھی اور تاج و تخت، مال و دولت، حشم و خدم اور عیش پرستی و شہوت رانی کے تمام وسائل و اسباب پوری فراوانی کے ساتھ مہیا لیکن ایک خیال تھا جو اس کے دل و دماغ کو پریشان کیے ہوئے اُس کی نظروں مین اس تمام جاہ و حشم کو خاک سیاہ بنائے ہوئے تھا اور وہ اُن چند آدمیون کا بیعت سے انکار کرنا جن مین اول درجہ کی شخصیت حسینؑ بن علیؑ کی تھی، اُس نے تخت سلطنت پر قدم رکھتے ہی پہلا کام جو انجام دیا وہ یہی کہ اپنے چچا زاد بھائی ولید بن عتبہ بن ابی سفیان کو جو مروان کی معزولی کے بعد اس زمانہ مین مدینہ کا حاکم تھا خط لکھا۔

(من یزید امیر المومنین الی الولید بن عتبۃ، اما بعد فان معاویۃ کان عبدا من عباد اللّٰہ اکرمہ اللّٰہ واستخلفہ وخولہ

ومکن له فعاش بقدر، ومات باجل فرحمہ اللہ فقد عاش محمودا ومات برا تقیا والسلام)

خط کا مضمون ختم ہو گیا اور اس میں سوائے معاویہ کے انتقال کی خبر کے کچھ نہیں ہے لیکن اسکے ساتھ ایک چھوٹا پرزہ کاغذ کا اور تھا جس پر یہ تحریر تھا

(اما بعد فخذ حسینا وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن الزبیر بالبیعة اخذا شدیدا لیست فیہ رخصة حتی یبایعوا والسلام)

"دیکھو حسینؑ اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر کو بیعت پر بہت سختی سے مجبور کرنا اور جب تک یہ لوگ بیعت نہ کرلیں دم نہ لینا"

ولید ابوسفیان کا پوتا اور معاویہ کا بھتیجا سہی لیکن کمزور دل کا شخص تھا اور حسینؑ کی عظمت وشخصیت کا اثر ایک حد تک اس پر قائم تھا، اس میں اتنی سفاکی اور ستم کیشی بھی نہ تھی کہ ایک بیگناہ کا خون بہاتے ہوئے اسکو لذت محسوس ہو یزید کے فرمان شاہی نے اس کے باطنی جذبات میں ایک عظیم تلاطم پیدا کر دیا اور وہ اس شش وپنج میں تھا کہ یزید کے اس حکم کو کس طرح انجام دیا جائے۔

بیشک ننگ اسلام یعنی ساتواں خلیفۂ مسلمین مروان بن حکم جو ابتدا ہی میں رسول اللہ کی بارگاہ سے "ملعون بن ملعون" کا لقب پا چکا تھا (۱) اس نے یہی مشورہ دیا کہ حسینؑ سے بیعت طلب کرو اور اگر وہ بیعت نہ کریں تو ان کا سر قلم کر کے

(۱) حیوۃ الحیوان دمیری ج ۱ صفحہ ۵۵ بحوالہ مستدرک حاکم۔

یزید کے پاس بھیجو۔ ولید اپنی ذاتی صلح پسندی کے باعث اسکا مشورہ قبول کرنے سے مجبور رہا لیکن حسینؑ بن علیؑ کو بلا کر یزید کا پیغام پہونچا دینے میں اس نے کوتاہی نہیں کی اور اگر حسینؑ عاقبت اندیشی کر کے غیر معلوم طریقہ پر مدینۂ رسول کو خالی نکر دیتے تو ولید ہی عمر سعد کی طرح باوجود ذاتی کراہت کے مال وجاہ دنیا کی طمع اور سطوت حکومت کے خوف میں اقدام کرتا اور یا کوفہ کے نعمان بن بشیر کی طرح اسکو معزول کر کے مروان بن الحکم یا اسکے ایسے کسی سفاک اور سخت ترین دشمن اہل بیت کو مدینہ کا حاکم مقرر کر کے فرزند رسولؐ کے خون سے مدینۂ رسولؐ کی زمین کو گلرنگ بنایا جاتا (مذکورہ بالا واقعات کی تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو طبری ج ۶ ص ۱۸۸ - ۱۹۰)

فرزند رسولؐ مکہ معظمہ پہونچے اور کچھ روز قیام کرنے کے بعد حضرت مسلم کو حالات کا مشاہدہ کرنے کے لئے کوفہ روانہ کیا، کوفہ کی خلقت یزید کے اقوال وکردار سے واقفیت رکھتی تھی۔ اور اسکی خلافت سے بیزار تھی اس لئے مسلم کا خوشگوار طریقہ پر استقبال کیا نعمان بن بشیر انصاری جو اسوقت کوفہ کا حاکم تھا وہ صلح پسند بے شر آدمی تھا اور اس نے مسلم سے بغیر معقول سبب کے کوئی تعرض کرنا مناسب نہ سمجھا۔ مخبروں نے خلیفۂ وقت یزید کو اطلاع دی کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں آئے ہیں اور یہاں کے لوگوں نے حسین بن علیؑ کی بیعت کی ہے نعمان بن بشیر فطرةً کمزور شخص ہے یا کسی وجہ سے کمزوری کر رہا ہے اگر آپ کو کوفہ کی حفاظت کرنا ہے تو ایک مضبوط آدمی

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہاں مقرر کیجیے جو آپ کے حکم پر کامل طور سے عمل کرے۔

یزید نے سرجون معاویہ کے راز دار غلام کو بلا کر مشورہ کیا اُس نے معاویہ کا فرمان نکال کر دکھایا جو انھوں نے آخر وقت عبید اللہ بن زیاد کے نام کوفہ کی حکومت کے بارے میں لکھا تھا۔ یزید بوڑھے باپ کی اس بر وقت پیش بندی کو دیکھ کر اُچھل پڑا اور فوراً ابن زیاد کے نام جو اس وقت بصرہ کا حاکم تھا خط لکھا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے مسلم بن عقیل کوفہ میں آکر وہاں کے لوگوں کو مجھ سے منحرف کر رہے ہیں۔ اس تحریر کو دیکھتے ہی تم کوفہ کی جانب روانہ ہو جاؤ اور جس طرح ممکن ہو مسلم پر قابو پا کر انہیں ... (دیکھو الطبری ج ۶ صفحہ ۱۹۹۔ ۲۰۰)

گوناگوں واقعات کے بعد فرزند رسول دوسری محرم ۶۱ھ کو اپنی آخری منزل پر پہونچے اور ابن زیاد کی جانب سے عمر سعد حضرت کے قتل پر مامور ہو کر کربلا آیا اور جگر گوشۂ رسول کا خون آشام دشمنوں نے محاصرہ کر لیا۔ عمر سعد کے ابتدائی و انتہائی واقعات کے مطالعہ سے صاف نظر آتا ہے کہ اس عظیم جرم کے ارتکاب میں ہر قدم پر اس کا ضمیر سختی کے ساتھ ٹوک رہا تھا اور آواز دیتا تھا کہ ظلم کیا کر رہا ہے۔ جس کو سنکر وہ ایک مرتبہ ٹھٹک جاتا تھا لیکن طمع دنیا پھر غلبہ حاصل کر کے اس کا قدم آگے بڑھا دیتی تھی۔ وہ ایسے مواقع ڈھونڈھتا تھا کہ کسی طرح وہ اپنے دنیاوی مقصد کی حفاظت کرتے ہوئے اس جرم کے ارتکاب سے محفوظ رہے اسی بنا پر کربلا پہونچنے کے بعد اس نے امام حسین علیہ السلام سے سلسلۂ مراسلت و مکالمہ جاری کیا اور ابن زیاد کو

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لکھا کہ میں نے حسینؑ سے بات چیت کر کے ان کا منشا معلوم کیا تو انھوں نے کہا کہ مجھ کو اہل کوفہ نے دعوت دی تھی اس لئے میں یہاں آیا، اب اگر وہ لوگ اپنی بات پر قائم نہیں ہیں تو میں جہاں سے آیا ہوں وہیں واپس جاتا ہوں۔

اس خط کا جو جواب ابن زیاد نے دیا وہ یہ ہے۔

(اما بعد فقد بلغنی کتابک وفهمت ما ذکرت فاعرض علی الحسین ان يبايع ليزيد بن معاوية هو وجميع اصحابه فاذا فعل ذلك رأينا رأينا والسلام)

یعنی خط پہونچا اور حال معلوم ہوا تم حسینؑ سے یہ مطالبہ کرو کہ وہ اپنے تمام اصحاب سمیت یزید بن معاویہ کی بیعت کرلیں اس کے بعد ہم صورت حال پر غور کریں گے عمر بن سعد حسینؑ کے مزاج سے اور ثبات قدم سے خوب واقف تھا اور جانتا تھا کہ جو کچھ بھی ہوجائے وہ یزید ایسے شراب خوار و فاسق کی بیعت نہ کرینگے جس کی بناء پر اس نے خط کھولتے ہی کہا قد خشیت ان لا یقبل ابن زیاد العافیة اب میں سمجھا کہ ابن زیاد کوئی سمجھوتہ نہیں چاہتا (طبری ج ۶ ص ۲۳۴)

عمر سعد کا خیال صحیح تھا حسینؑ ایسے کمزور متلون مزاج غیر ثابت قدم نہ تھے کہ کسی بڑے خطرے سے ڈر کر اپنے اصول سے ہٹ جائیں۔ انھوں نے جو کہا تھا وہی کیا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مصائب کے بہت مشکل پہاڑ انکے ثبات قدم اور کوہ گران استقلال کے سامنے سبک نظر آرہے تھے۔ انھوں نے یزید کی بیعت نہ کی جب کہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نتیجہ یہ ہوا کہ دسویں محرم کی عصر کو زمین کربلا نبی فاطمہؑ کے خون سے رنگین تھی اور شہدائے حق کے بے سر لاشے ریتی و آسمان سے آنکھی جا مازنی کا مرثیہ پڑھوا رہے تھے۔

ابتداء اور انتہا و وسط کے واقعات کو تاریخ کے طول طویل اوراق سے منتخب کر کے حسب موقع ترتیب کے ساتھ پیش کر دیا گیا ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ

(۱) حسینؑ بن علیؑ کا مدینے سے ہجرت کرنا کس سبب سے تھا؟

(۲) کوفہ میں عبیداللہ ابن زیاد کی حکومت کس غرض کے لیے تھی؟

(۳) حسینؑ بن علیؑ سے ابن زیاد کے خود کی بیعت کا آخری مطالبہ کیا تھا جس کو نامنظور کرنے کا نتیجہ قتل حسینؑ کی صورت میں ظاہر ہوا؟

جواب ظاہر ہے کہ یزید کی خلافت اور اسے تسلیم کرنے کا مطالبہ ہی وہ تھا جو قتل حسینؑ کا سبب تھا اور اسی مطالبہ کا منظور نہ کرنا اس عظیم شہادت کا باعث ہوا۔ یزید نے بھی خود اس حقیقت کا اعتراف کیا۔ اس وقت جب مخدراتِ خاندانِ رسالت امام زین العابدینؑ کے ساتھ یزید کے دربار میں لائی گئیں تو یزید نے امام زین العابدینؑ سے مخاطب ہو کر کہا۔

یا علی ابوک الذی قطع رحمی وجھل حقی ونازعنی سلطانی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

فصنع اللہ بہ ما قد رأیت۔

"اے علی بن الحسینؑ تمھارے باپ نے میری قرابت داری کا لحاظ اور میرے حق کا پاس نہ کیا اور میری حکومت سے اختلاف کیا جس کا نتیجہ تم دیکھ رہے ہو۔"

الطبری صہ ۲۶۵

اس سے صاف ظاہر ہے کہ قتل حسینؑ کا سبب یزید کی خلافت سے اختلاف تھا اور یہی وہ سبب دیکھی جس کی بناء پر قاتلان حسینؑ نے اس عظیم قتل کا ارتکاب کیا۔

اب رہا دوسری بات کہ یزید کی خلافت کس فرقے کے مذہبی تعلیمات کی رو سے صحیح اور اُسکی حمایت حق بجانب ہوسکتی ہے؟

یہ امر بہت زیادہ توضیح کا محتاج نہیں کہ شیعوں کے مذہبی اصول میں یزید بلکہ اس سے بڑے بڑے افراد کی خلافت کو کوئی جگہ حاصل نہیں ہے، انھوں نے تو سب سے اس مسئلہ ہی سے اظہار برأت کیا ہے جسکی پانچویں یا چھٹی کڑی میں یزید کی بادشاہ وخلافت کو تسلیم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

رہ گئے اہل سنت مجھ کو اُنکے مذہب پر حکم لگانے کا کوئی حق نہیں ہے لیکن امام اہلسنت حافظ شام جلال الدین سیوطی جو علمائے اسلام میں ایک نمایاں فرد اور ذمہ دار شخص کہے جاسکتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تاریخ الخلفاء میں اس مطلب کو بالکل صاف کردیا ہے جس کے بعد شک وشبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پہلے وہ کتاب کے دیباچہ میں سبب تالیف لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

هذا تاريخ لطيف ترجمت فيه الخلفاء امراء المومنين القائمين بامر الامة من عهد ابى بكر الصديق رضى الله عنه الى عهدنا هذا على ترتيب زمانهم

"اس پر لطف تاریخ میں میں نے حالات لکھے ہیں خلفاء کے جو امیر المومنین تھے اور امت اسلامیہ کی ریاست کے مالک تھے ابوبکر صدیق کے عہد سے لیکر اپنے عہد تک انکے زمانہ خلافت کی ترتیب کے مطابق"

انہی الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ جن اشخاص کے حالات لکھنا چاہتے ہیں۔ انمیں سے ہر ایک کو امیر المومنین کہنے کے لئے طیار ہیں اور انکی خلافت انکے نزدیک صحیح مسلم تھی لیکن اسکے بعد نقطہ نظر پر پوری روشنی پڑتی ہے جبکہ وہ مصر کے خلفاء بنی فاطمہ کے حالات کو اس کتاب میں ترک کرنے کی وجہ بیان کرتے ہیں۔

لم اورد احدا من الخلفاء العبيديين لان امامتهم غير صحيحة لامور

میں نے اس کتاب میں خلفاء عبیدیین میں سے کسی کا تذکرہ نہیں کیا ہے اسلئے کہ ان کی امامت و خلافت متعدد وجوہ سے صحیح نہ تھی، پہلے یہ کہ وہ قریشی نہ تھے انکو ناواقف عوام فاطمی النسل سمجھنے لگے ورنہ حقیقۃً ان کا مورث اعلیٰ ایک مجوسی شخص تھا۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(افسوس ہے کہ تاریخ نے ان ریشہ دوانیوں کو جو خلیفہ عباسی کی طرف سے سلاطین بنی فاطمہ کے خلاف اُن کے نسب میں قدح کے متعلق کی گئی تھیں اور جن صورتوں سے بجبر وتہدید اُس محضر پر دستخط لئے گئے تھے ہمارے سامنے پیش کر کے علامہ سیوطی کے اس عذر کو غیر وقیع بنا دیا ہے)

دوسرے یہ کہ اکثر ان میں سے بدعقیدہ کفر و زندقہ کی طرف مائل اور اسلام سے خارج تھے اور ان میں سے بعض نے انبیاء کی شان میں گستاخیاں کیں اور بعض نے شراب کو مباح سمجھا اور بعض نے خود اپنے لئے سجدہ کا حکم دیا اور جو ان تمام عیوب سے پاک ڈھونڈھا جائے اس میں بھی یہ ضرور ہے کہ وہ کثرت سے رفضی ہے کہ جو سب صحابہ کا علم دیتا ہو۔

ومثل ھؤلاء لا تنعقد لھم بیعۃ ولا تصح لھم امامۃ

اور جو ایسے اشخاص ہوں اُنکی بیعت درست نہیں ہو سکتی اور نہ امامت اُنکی صحیح ہے

میں حافظ سیوطی سے مواخذہ نہیں کرنا چاہتا نہ اس کی تحقیق کرونگا کہ کون کون بالا الزامات صحیح ہیں یا نہیں۔ نہ یہ دریافت کرونگا کہ کیا خلفائے بنی امیہ و عباسیہ میں ایسے افراد نہ تھے جن سے کفر و زندقہ کا ظہور ہوا اور جو شراب اور لواطہ ایسے معاصی کو جائز سمجھے اور نہ اس سوال کی زحمت دونگا کہ کیا اُن میں سب صحابہ کی نظیریں نہیں پائی جاتیں اسلئے کہ میں اگر ایسا کروں تو مناظرہ کے ایک وسیع

Presented by: Rana Jabir Abbas

وادی میں میرا قدم پڑ جائیگا اور میں نے مناظرہ کے لئے قلم نہیں اُٹھایا ہے۔ میں تو صرف ایک واقعہ نگار کی حیثیت سے تاریخی حقائق کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حافظ سیوطی کی ان تصریحات میں یہ امر بالکل صاف ہو گیا کہ کتاب میں جن اشخاص کا تذکرہ ہے وہ ایسے ہی ہیں جن کی بیعت قواعد کے مطابق اور جنکی امامت وخلافت صحیح وجائز طور پر ثابت ہو چکی ہے۔

اس کے بعد جب ہم اسی تاریخ الخلفاء کی سیر کرتے ہوئے ص ۲۰۵ پر پہونچتے ہیں تو جلی حرفوں میں یہ سرخی نظر آتی ہے۔ یزید بن معاویۃ ابو خالد الاموی جس کے ذیل میں مستقل طور پر یزید کے حالات درج کئے گئے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید کی بیعت صحیح و درست اور امامت وخلافت اسکی جائز اور قابل تسلیم تھی اور اسی صفحہ میں جناب رسالتمآبؐ کی حدیث لا یزال ھذا الدین قائماً حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کی تشریح میں خلفاء کی فہرست گنتے ہوئے جو اسماء درج کئے ہیں وہ بھی یوں ہیں۔

ان الناس اجتمعوا علی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی الی ان وقع امر الحکمین فی صفین وسمی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمع الناس علی معاویۃ عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسین امر بل قتل قبل ذلک

خلافت کی ترتیب یوں ہے کہ لوگوں نے ابوبکر پر اجماع کیا تو وہ پہلے خلیفہ

jabir.abbas@yahoo.com

ہوئے۔ پھر عمر پھر عثمان پھر علیؑ یہاں تک کہ تحکیم کا مسئلہ پیش آیا۔ اُس وقت معاویہ نے خلافت کا ادعا کر لیا لیکن لوگوں کا اجماع اُنکی خلافت پر حسنؑ کی صلح کے موقع پر ہوا اور اسکے بعد یزید کی خلافت پر اجماع ہوا حسینؑ کے لیے امامت حاصل نہ ہو سکی بلکہ وہ اسکے قبل ہی قتل ہو گئے (لہذا انھیں خلفاء میں شمار نہیں کیا جا سکتا)

شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول یعنی شرح صحیح بخاری میں حدیث مذکور کی شرح میں یوں بھی ہے اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ یزید کی خلافت صحیح و جائز اور حق بجانب تھی اور ان دونوں ذمہ دار حفاظ و امامان اہل سنت کی تحریر کے بعد اس میں شک و شبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور اسی یزید کی خلافت تسلیم کرانے کے لئے حسینؑ بن علی قتل کئے گئے جس کے بعد قدرتی ہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ لوگ اُس مذہب کے نام لیوا تھے جس میں یزید کی خلافت صحیح و جائز ہے اور اُن کو شیعہ فرقہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔

قاتلانِ حسینؑ کے مذہب پر تاریخی شواہد و نصوص

تاریخی اوراق اُن نصوص و شواہد سے چھلک رہے ہیں جن سے قاتلانِ امام حسینؑ کا مذہب بے پردہ ہو کر سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُس جماعت سے علیحدہ نہ تھے جو کثرت کی صورت میں ہمیشہ سے سوادِ اعظم کا مصداق بنا رہا ہے تفصیل کے لئے ایک طویل وقت و فرصت کی ضرورت ہو لیکن بغیر کسی مخصوص تتبع اور کاوش کے

Presented by: Rana Jabir Abbas

جو شواہد پیش نظر ہین انہی کو تلم برداشتہ فہرست کے طور پر درج کر دینا کافی معلوم ہوتا ہے

(۱)

وہ وقت کہ جب مسلم بن عقیل کوفہ مین آ کر فرزند رسولؑ کی بیعت لے رہے ہیں اور بنی امیہ کے مظالم سے گھبرائی ہوئی خلقت اس موقع کو غنیمت جانکر ٹوٹ پڑی ہے اور نعمان بن بشیر جو کوفہ کا حاکم ہے اپنی فطری صلح پسندی کے باعث ٹال دے رہا ہے عین اسی موقع پر ایک خط جاتا ہے کوفہ سے یزید کے پاس جس کی عبارت یہ ہے۔

اما بعد فان مسلم بن عقیل قد قدم الکوفۃ فبایعتہ الشیعۃ للحسین بن علی فان کان لک بالکوفۃ حاجۃ فابعث الیھا رجلا قویا ینفذ امرک ویعمل مثل عملک فی عدوک فان النعمان بن بشیر رجل ضعیف او ھو یتضعف ۔

مسلم بن عقیل کوفہ آئے ہین اور شیعون نے انکے ہاتھ پر حسینؑ بن علیؑ کی بیعت کی ہے۔ اگر آپکو کوفہ مین اپنی سلطنت قائم رکھنا ہے تو ایک طاقت دار شخص کو یہان مقرر کیجیے جو آپکے حکم کو نافذ کرے اور دشمن کے ساتھ وہ سلوک کرے جو آپ خود اگر ہوتے تو کرتے اسلئے کہ نعمان بن بشیر جو کوفہ کا حاکم ہے وہ فطرۃً کمزور ہے یا کسی وجہ سے کمزوری کر رہا ہے۔"

اس مضمون کے لکھنے والے تین آدمی ہین (۱) عبداللہ بن مسلم بن سعید

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرمی حلیف بنی امیہ (۲) عمارہ بن عقبہ (۳) عمر بن سعد بن ابی وقاص یزید نے اس خط کو دیکھ کر ان واقعات کے بعد جو سابق مین نظر سے گذر چکے ہین جو زیاد ابن زیاد کے نام لکھا اُسکی عبارت قابل دید ہو۔

اما بعد فانہ کتب الی شیعتی من اہل الکوفۃ یخبرونی ان ابن عقیل بالکوفۃ یجمع الجموع لشق عصا المسلمین فسر حین تقرأ الخ

میرے پاس میرے شیعون نے جو کوفہ کے رہنے والے ہین یہ لکھا ہو کہ ابن عقیل کوفہ مین جتھے جمع کرکے مسلمانون کی سر جوڑی بنائی بات کو بگاڑنا چاہتے ہین لہذا تم فوراً وہان جاؤ اور مسلم پر قابو حاصل کرکے سزا دو (طبری ج ۶ ص ۱۹۹ - ۲۰۰)

محترم ناظرین! پہچان تو لیا ہوگا یہ عمر سعد کون ہے جو اس خط کے لکھنے والون مین ہو، بیشک یہ وہی سپہ سالار ہے جو حسین ؑ بن علی ؑ کے قتل کے لیے بھیجا گیا تھا۔ جس نے سب سے پہلا تیر لشکر حسین ؑ کی طرف رہا کیا تھا (طبری ج ۶ ص ۲۴۵)

اُسکی یہ لفظین کہ بایعت الشیعۃ الحسین بن علی "شیعہ جماعت نے مسلم کے ہاتھ پر حسین ؑ کی بیعت کر لی ہے" صاف تبلاتی ہین کہ اس شخص کو جماعت شیعہ سے کوئی تعلق نہ تھا اور پھر یزید کی یہ تحریر کہ کتب الی شیعتی من اہل الکوفۃ مجھ کو میرے شیعون نے کوفہ سے لکھا ہے، تبلا رہی ہین کہ یہ شخص یزید کا شیعہ اور اُسکی خلافت کو تسلیم کرنے والی جماعت سے تھا، اب اس کا فیصلہ ہمارے مضمون کی گذشتہ قسط دیکھنے والے ناظرین کے ہاتھ ہی کہ اُسکا تعلق کس فرقہ کے ساتھ ہوسکتا ہی؟

jabir.abbas@yahoo.com

(٢)

حسینؑ بن علیؑ مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر کوفہ کے قریب پہنچ چکے تھے بن اور
حصین بن تمیم کے حکم سے جو قادسیہ میں ابن زیاد کی طرف سے افسر تھا حر بن یزید
ریاحی ایک ہزار کی فوج کے ساتھ سدِّ راہ ہونے کے لیے آگیا۔ یہ اور حضرت دونو
ں کے ساتھ ساتھ رہے کہ حضرت کو مدینۂ رسول واپس نہ جانے دے اور بڑھتے چلتے قافلہ
نینوا پہونچا۔ اسی وقت ایک شخص ناقہ سوار کوفہ کی طرف سے آتا ہوا دکھائی دیا جس کا
دونوں طرف کے لوگ بے چینی سے انتظار کرنے لگے۔ جب وہ قریب پہونچا تو اس نے
حر اور اصحاب حر کو تو سلام کیا لیکن حسینؑ بن علیؑ اور اُنکے اصحاب کو سلام نہیں کیا۔
وہ ابن زیاد کا خط لایا تھا حر کے نام جس میں لکھا تھا کہ "یہ خط پہونچتے ہی حسینؑ کے
ساتھ سختی شروع کر دینا اور اُنکو ایسی جگہ اترنے دینا جہاں اُن کے لیے کوئی محفوظ
جائے پناہ نہ ہو اور نہ پانی ہی نزدیک موجود ہو۔"

امام حسینؑ کے ساتھیوں میں سے یزید بن زیاد بن مہاصر ابو الشعثاء الکندی
نے خط لانے والے کو پہچانا اور پکار کر کہا کہ

"کیا مالک بن نسیر بدی ہے؟"

اُس نے کہا "ہاں میں وہی ہوں" ابو الشعثاء نے کہا ثکلتک امک
ماذا جئت فیہ خدا تجھے غارت کرے۔ یہ تو کس کام کے لیے آیا ہے؟

Presented by: Rana Jabir Abbas

اُس نے جواب دیا و ماجئت فیہ اطاعت امامی و وفیت ببیعتی میں اس
کس کام کو آیا ہوں؟ میں نے اپنے امام کی اطاعت کی اور بیعت کو پورا کیا:
ابوالشعشار نے کہا کہ

عصیت ربک واطعت امامک فی ھلاک نفسک کسبت العار والنار قال اللہ عزوجل وجعلنا منھم ائمۃ یدعون الی النار ویوم القیمۃ لاینصرون فھو امامک:

تو نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی اور اپنے امام کی اطاعت کرکے اپنی ہلاکت کا سامان کیا، تو نے دنیا کی فضیحت اور عذاب آخرت دونوں کو مول لے لیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایسے امام بھی ہیں جو لوگوں کو آتش جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں اور روز قیامت اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا، ان معنوں سے بیشک وہ تیرا امام ہے (طبری ج ۶ ص ۲۳۶)

یہ مالک بن نسیر کون ہے؟ یہ وہی ہے کہ روز عاشور جب فرزند رسولؐ زخموں سے چور ہو کر زمین پر تشریف لا چکے تھے تو وہ شقی آیا اور حضرت کے سر اقدس پر تلوار لگائی جو عمامے کو کاٹ کر سر میں اتری اور تمام عمامہ خون سے تر ہو گیا، طبری میں اس واقعہ کا تذکرہ حسب ذیل عبارت میں ہے۔

"مکث الحسین طویلا من النھار کلما انتھی الیہ رجل من الناس انصرف عنہ وکرہ ان یتولیٰ قتلہ وعظیم اثمہ علیہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان رجلا من كندة يقال له مالك بن النسير من بني بداء اتاه فضربه على راسه بالسيف وعليه برنس له فقطع البرنس واصاب السيف راسه فادمى راسه فامتلأ البرنس دما فقال له الحسين لا اكلت بها ولا شربت وحشرك الله مع الظالمين (ج ۶ ص۲۵۵)

اس کا یہ کہنا کہ اطعت امامی ووفیت بیعتی صاف بتلاتا ہے کہ وہ یزید کو امام وقت سمجھتے ہوئے اسکی بیعت کا پابند تھا اور یہ شیعہ مذہب سے اسکی بے تعلقی اور دوسری جماعت سے وابستگی کی بہترین دستاویز ہے۔

اسکے مقابلہ میں ابو الشعثاء کا یہ جواب کہ وہ اُن ائمہ میں سے ہے جو نار جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں عقیدہ تشیع کا پورا مظاہرہ ہے اور اس مقابلہ سے ظاہر ہے کہ کون جماعت کس فرقہ سے تعلق رکھتی تھی؟

(۳)

فرزند رسول کربلا میں پہونچے اور دشمنوں نے محاصرہ کر لیا ساتویں تاریخ قاصد آتا ہے اور ابن زیاد کی طرف سے عمر سعد کو یہ خط دیتا ہے۔

اما بعد فحل بين الحسين واصحابه وبين الماء ولا يذوقوا منه قطرة كما صنع بالتقي الزكي المظلوم امير المومنين عثمان بن عفان

حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے سامنے پانی کی طرف سدراہ ہو جاؤ اور انکو

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ایک قطرہ چکھنے کو بھی ملنے نہ پائے جیسا کہ تقی زکی مظلوم امیر المومنین عثمان بن عفان کے ساتھ سلوک کیا گیا تھا (طبری ج ۶ ص ۲۳۴)

ابو حنیفہ احمد بن داؤد دینوری متوفی ۲۸۱ھ نے بھی اپنی کتاب الاخبار الطوال (طبع مصر ۲۵۱) میں اس غدر کو حسب ذیل لفظوں میں نقل کیا ہے:

"امنع الحسین واصحابہ الماء فلا یذوقوا منہ حسوۃ کما فعلوا بالتقی عثمان بن عفان"

یہاں ہیں قاتلان حسینؑ کو شیعہ کہنے والے آئیں اور آنکھیں کھول کر اپنے امام اور حافظ محمد بن جریر طبری کی تحریر پر نظر ڈالیں اور پھر بتلائیں کہ قاتلان حسینؑ کا مذہب کیا تھا، حضرت عثمان کی مظلومیت کا مرثیہ خوان کون ہو سکتا ہے؟ حضرت عثمان کو امیر المومنین کون کہتا ہے؟ حضرت عثمان کے خون کا بدلا لینے کا حق کس کو پہنچتا ہے؟

اگر شیعہ انہی عقائد کے رکھنے والوں کا نام ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے تمام اُن احادیث کو جن میں شیعوں کی مدح ہے اپنی جماعت پر چسپاں کرنے کا فکر کیا ہے (دیکھو صواعق محرقہ طبع مصر ص ۹۲ و ۹۵) تو ہمیں بھی یہ کہنے میں عذر نہیں کہ قاتلان امام حسین علیہ السلام شیعہ تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

(۴)

نویں محرم کی شام اور عمر سعد کا اپنے لشکر کو حکم دینا کہ فوج حسینی پر حملہ کردو
اور سید الشہداء کا حضرت عباس کو حکم دینا کہ وہ فوج کے سامنے جا کر انکا قصد
معلوم کریں وہ وقت تھا کہ حضرت عباس بیس سوار ولن کی جمعیت بن دشمن کے
ٹڈی دل لشکر کے سامنے گئے اور دریافت کیا کہ بے وقت کی یہ چڑھائی کیسی ؟
جواب ملا " امیر کا حکم ہے کہ یا تو اطاعت قبول کرو اور یا فیصلہ کن جنگ ہو جائے"
جناب عباس نے کہا کہ میں امام حسین سے جا کر عرض کرتا ہوں ۔ وہ ہٹے اور وہ جماعت
کہ جو آپکے ساتھ تھی وہیں کھڑی رہی حبیب بن مظاہر نے اس موقع کو غنیمت جانا او
چاہا کہ فریق مقابل کے سامنے تبلیغ و موعظہ کے فرض کو انجام دیں اور یوں تقریر شروع کی
" یاد رہے خدا کی قسم بدترین قوم وہ ہوگی جو روز قیامت خدا کا سامنا کریگی
اس حالت میں کہ اس نے نبی کی ذریت کو قتل کیا ہوگا اور انکی عترت کا خون
بہایا ہوگا اور انکے ساتھ ان عابد و زاہد خدا کے بندوں کو جو پچھلے پہر عبادت خدا
کرتے اور جن کی زبانیں ذکر الہی کے ساتھ متحرک رہتی ہیں بے گناہ قتل کیا ہوگا"
عزرۃ بن قیس احمسی جو فوج مخالف میں تھا اس نے مذاق کے طور پر کہا
" حبیب جہاں تک ہوتا ہے تم اپنی تعریف ضرور کرتے ہو کہ میں بڑا
عابد و تہجد گذار ہوں "

Presented by: Rana Jabir Abbas

زہیر ابن قین نے پکار کر کہا عزرہ اس مین حد بے کارکا ہے۔ خدا ہی نے اُنکے نفس کو آراستہ کیا ہے اور اُس کو راہ راست کی طرف ہدایت کی ہے۔
عزرہ مین تم کو نصیحت کرتا ہون کہ خدا سے خوف کرو اور خدا کا واسطہ تم اس جماعت مین سے رہو کہ جو گمراہ ہو کر بے گناہ نفوس کے قتل کا ارتکاب کر رہی ہے
عزرہ بن قیس یہ سنکر زہیر کی طرف مڑ گیا اور کہا۔
یا زهیر ما انت عندنا من شیعة اهل هذا البیت انما کنت عثمانیا۔
اے زہیر تم ہو تو ہماری دانست مین اس خاندان کے شیعون مین سے نہ تھے بلکہ عثمانی مذہب رکھتے تھے
زہیر نے کہا۔
افلا تستدل بموقفی هذا انی منهم الخ
اچھا اب تو میرے یہان ہونے سے تم سمجھے کہ مین شیعیان اہلبیت مین سے ہون یاد رکھو کہ مین نے امام حسین علیہ السلام کو نہ کبھی کوئی خط بھیجا تھا نہ کوئی قاصد روانہ کیا تھا اور نہ کبھی نصرت کا وعدہ کیا تھا لیکن راستہ مین اتفاق سے مجھ سے اُنسے ملاقات ہو گئی اُسوقت مجھے رسالتمآب کا اور اُس تعلق کا جو ان کو حضرت رسولؐ سے ہے خیال آ گیا اور مجھکو معلوم ہوا کہ وہ اپنی دشمن جماعت یعنی تمھارے گروہ کے سامنے جا رہے ہین اسوقت مین نے دل پر ٹھان لی کہ انکی مدد کرون اور انکے انصار حزب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اپنی جان کو ان پر سے فدا کر دو ان خدا اور رسول کے ان حقوق کی نگہداشت کیلئے جنھیں تم نے ضائع و برباد کر دیا ہے (طبری ج ۶ صفحہ ۲۴۳)

"تم تو شیعہ جماعت نہ تھے بلکہ عثمان کے ماننے والوں میں سے تھے"

صریحی دلیل ہو کہ یہ طے شدہ امر تھا کہ اسوقت جو حسینؑ کا ساتھ دے وہ شیعہ جماعت سے ہو اور وہ لوگ جو انکے مقابل میں تلواریں کھینچے ہوئے ہیں عثمانی المسلک اور مخالف تشیع ہیں اور زہیر کا یہ مقولہ کہ "اب تو میرے یہاں ہونے سے سمجھے کہ میں شیعۂ اہل بیت ہوں" وہ بھی اسکا زبردست مؤید ہے۔

(۵)

روز عاشور جبکہ جنگ چھڑ چکی ہو اور انصار حضرت سید الشہداء کی ایک کافی تعداد قتل ہو چکی ہے اسوقت یزید بن معقل قبیلہ بنی عمیرہ بن ربیعہ میں سے لشکر عمر سعد کی صف سے باہر نکلتا ہے اور بریر بن خضیر کو آواز دیکر کہتا ہے۔

کیف تری اللہ صنع بک دیکھتے ہو خدا نے تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا۔

یہ سنکر بریر نے جو اصحاب حضرت سے تھے جواب دیا صنع اللہ واللہ بی خیرا وصنع اللہ بک شرا میرے ساتھ تو خدا نے اچھا ہی اچھا سلوک کیا۔ بے شک تیری تو بڑی بری درگت لگائی"

یزید نے کہا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

كذبت. وقبل اليوم ما كنت كذا با هل تذكر وانا اماشيك

في نبي لوذان وانت تقول ان عثمان بن عفان كان على نفسه مسرفا

وان معاوية بن ابي سفيان ضال مضل وان امام الهدى والحق

علی بن ابی طالب۔

"تم تو جھوٹ کہہ رہے ہو اگرچہ اسکے قبل تم کبھی جھوٹ بولتے نہ تھے۔ اچھا

تمہیں یاد ہے جب میں تمھارے ساتھ نبی لوذان کی جماعت میں جا رہا تھا اور

تم کہتے تھے تم حضرت عثمان کے متعلق کہہ رہے تھے کہ معاذ اللہ وہ اپنے نفس پر ظلم

کرنے والے یعنی معصیت کار شخص تھے اور معاویہ بن ابی سفیان گمراہ اور دوسروں

کو گمراہ کرنیوالا ہے اور سچے امام اور رہنما اگر ہیں تو وہ صرف علی بن ابی طالبؑ۔

بریر نے کہا "بیشک میرا مذہب یہی تھا اور اب بھی میں اپنی بات پر قائم ہوں۔"

یزید بن معقل "فانی اشهد انك من الضالين" میں گواہی دیتا ہوں کہ تم گمراہ ہو

بریر "اچھا تو یہ تدبیر نہ کرو کہ ہم اور تم مباہلہ کریں اور خدا سے دعا کریں کہ وہ کاذب

پر لعنت کرے اور جو باطل پہ ہو وہ دوسرے کے ہاتھ سے قتل ہو پھر اس کے بعد میں نکلکر

تم سے جنگ کروں۔"

یزید۔ اچھا یونہی سہی۔

مباہلہ ہوا اور دونوں نے دعا کی کہ بارالہا جو حق پہ ہو وہ دوسرے کو قتل

کرنے میں کامیاب ہو اسکے بعد آپس میں تلوار چلنے لگی یزید نے ایک وار بریر پر کیا جو

Presented by: Rana Jabir Abbas

اوچھا پڑا اور کوئی صدمہ بریر کو نہ پہونچا۔ بریر کی جو باری آئی تو ایک تلوار ایسی لگی کہ جعفر کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر تک پہونچی اور وہ گھوڑے سے گرا اس طرح کہ تلوار بریر کی اسکے سر میں قائم تھی، اور بریر نے اطمینان کے ساتھ تلوار کو اسکے سر سے کھینچا (طبری ج ۶ صـ۲۴۷)

اس سے تو معلوم ہوا کہ انصار حضرت سید الشہداء کا مذہب کیا تھا اور وہ جماعت کس فرقہ سے تعلق رکھتی تھی؟

مجھکو یہ دیکھکر مسرت محسوس ہو رہی ہے کہ میں جو کچھ لکھ رہا ہوں وہ اپنی زبان سے نہیں اور نہ اپنا طبعزاد بلکہ وہ ایک مسلم امام فن اور حافظ اہلسنت کی تاریخی شہادت ہے جسکے دیکھنے کے لئے دیدہ بینا کی ضرورت ہے۔

مباہلہ کا نتیجہ تاریخ کے اندر غیر مبہم لفظوں میں سامنے موجود ہے اور جس بات پر مباہلہ ہوا تھا وہ بھی بغیر کسی گنجلک کے پیش نظر ہے۔ اس سے حق و باطل کا تصفیہ بھی بغیر کسی حجاب کے سامنے آجاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ حق کس طرف تھا اور وہ کیونکر ظاہر ہوا۔

(۶)

بریر لڑ بھڑ کر قتل ہو گئے اور انکا قاتل کعب بن جابر بن عمرو ازدی فتح و ظفر کی مسرت اور جائزہ و انعام کے خوشگوار توقعات کے ساتھ واقعہ کربلا کے بعد اپنے گھر

Contact: jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کر دو واپس گیا۔ لیکن اسکی بیوی یا بہن نوار بنت جابر نے کہا "تو نے فرزند فاطمہ زہرا کے قتل میں شرکت کی اور سید القراء ابرابر کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے بڑا غضب کیا اب میں تجھ سے کبھی بات نہ کرونگی۔"

اس موقع پر کعب بن جابر نے جو اشعار نظم کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

سلی تخبری عنی وانت ذمیمة غداة حسین والرماح شوارع

لوگوں سے دریافت کر تجھے معلوم ہوگا میرا حال حسینؑ والے دن جبکہ نیزے جنگ کے لئے سیدھے ہو چکے تھے۔

الم ات اقصی ما کرھت و لم یخل علیّ غداة الروع ما انا صانع

کیا میں نے بہترین طریقہ پر انجام نہیں دیا اس امر کو جس کا تجھ کو صدمہ ہے اور عالم جنگ میں اس کارنمایاں کے انجام دینے میں مجھ سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔

معی یزنی لم تخنہ کعوبہ وابیض مخشوب الغرارین قاطع

میرے پاس ایسا نیزہ تھا جس نے میدان جنگ میں دغا نہیں کی اور تلوار تھی کہ جس کی دھار تیز اور کاٹ دار تھی۔

فجردتہ فی عصبة لیس دینھم بدینی وانی بابن حرب لقانع

میں نے اس تلوار کو کھینچ لیا ایسی جماعت کے قتل کے لئے کہ جن کا مذہب میرے مذہب سے جداگانہ ہے اور میرا دار و مدار تو ابوسفیان کی اولاد پر ہے۔

ولم تر عینی مثلھم فی زمانھم ولا قبلھم فی الناس اذا انا یافع

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اس مین شک نہین کہ میری آنکھ نے اُن لوگون کے ایسے لوگ نہ دیکھے تھے اُنکے زمانہ مین اور نہ اُنکے پہلے اُسوقت کہ جب میری نوجوانی تھی۔

اشد قراعا بالسیوف لدی الوغا   الا کل من یحمی الذمار مقارع

تمام دنیا سے زیادہ جنگ کے موقع پر سخت شمشیر زنی کرنے والے بدن اور بیشک جو اپنی ذمہ داری کی حفاظت کرنے والا ہوگا وہ اسی طرح شمشیر زنی کریگا۔

وقد صبروا للطعن والضرب حسرا   وقد نازلوا لو ان ذلک نافع

وہ نیزہ و شمشیر کھانے کے لئے زرہین اُتار اُتار کر مقابلہ پر کھڑے رہے اور جنگ بھی خوب کی لیکن رقت تعداد اور دشمن کی قوت کے سبب سے اُن کو جنگ سے فائدہ کب پہونچ سکتا تھا۔

فابلغ عبید اللہ اما لقیتہ   بانی مطیع للخلیفۃ سامع

کوئی میرا پیغام ابن زیاد سے ملکر پہونچا دے کہ مین بجان و دل خلیفہ وقت کا مطیع و تابع فرمان ہون (طبری ج ۶ ص ۲۴۷ - ۲۴۸)

"لیس دینھم بدینی" کا فقرہ بتلا رہا ہے کہ اس کا مذہب انصار امام حسینؑ کے مذہب کے خلاف ہے اور انصار امام حسینؑ کے مذہب کی تصویر اُس عقیدہ مین صاف نظر آرہی ہے جس کا مباہلہ کے موقع پر بریر نے اعلان کر دیا۔ اگر سواد اعظم اسلام اسی عقیدہ کا معتقد ہو کہ جس کا بریر نے اظہار کیا تو یونہی سہی اور اگر وہ اُس عقیدہ کے خلاف ہو تو پھر قاتلان امام حسینؑ کا مذہب بھی معلوم۔

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۷)

اب اصحاب امام حسینؑ میں سے نافع بن ہلال جملی جنگ کے لئے نکلے اور وہ یوں رجز پڑھ رہے تھے۔

(انا الجملی انا علی دین علی)

میں قبیلہ بنی جمل میں سے اور علی کے مذہب پر ہوں۔

ایک شخص مقابلہ پر آیا جس کا نام مزاحم بن حریث تھا اس نے کہا انا علی دین عثمان" میں تو عثمان کے مذہب پر ہوں۔"

نافع نے کہا "انت علی دین شیطان" یہ کہہ کر حملہ کیا اور اسے قتل کر ڈالا (طبری ص ۲۴۶)

لیجئے! ابتداء تاریخ نے کوئی قسمہ باقی نہیں رکھا طرفین کے مذہب کو اتنی روشنی کے ساتھ پیش کر دیا ہے کہ شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

(۸)

عین موقع جنگ پر لشکر عمر سعد میں عمرو بن الحجاج نے کھڑے ہو کر آواز دی

یا اہل الکوفۃ الزموا طاعتکم و جماعتکم ولا ترتابوا فی قتل من مرق من الدین وخالف الامام۔

jabir.abbas@yahoo.com

ہے اہل کوفہ امیر کی اطاعت اور اپنی متفقہ رائے پر سختی سے قائم رہو اور کوئی شک نہ کرو ان لوگوں کے قتل میں جو مذہب سے نکل گئے ہیں اور امام کی مخالفت کر رہے ہیں۔

امام حسینؑ نے یہ آواز سنی اور فرمایا اے عمرو بن الحجاج تو میرے خلاف جنگ کے لئے لوگوں کو آمادہ کر رہا ہے؟ کیا ہم مذہب سے نکل گئے اور تم مذہب پر قائم ہو؟ خدا کی قسم جب چند روزہ زندگی ختم ہوگی اور موت کا مزہ چکھو گے اس وقت معلوم ہوگا کہ کون مذہب سے نکلا ہوا اور کون آتش جہنم میں سرا پا پکنے کا مستحق ہے۔ (طبری ص ۲۴۹)

اب کوئی بتلائے وہ کون سا مذہب ہے جس سے علیحدہ ہونے کا الزام امام حسینؑ کو دیا جا رہا ہے اور یزید کی امامت کو تسلیم کرتے ہوئے مخالفت امام کا الزام تاریخ الخلفاء سیوطی کی روشنی میں کس جماعت کی طرف منسوب کیا جا سکتا ہے؟!!

(۹)

فرزند رسولؐ شہید ہو چکے اور حرم رسالت کی مخدرات اسیر ہو کر دربار ابن زیاد میں لائی گئیں اور ابن زیاد نے اعلان کرایا کہ لوگ مسجد جامع میں مجتمع ہوں۔ اس موقع پر ابن زیاد نے منبر پر جا کر جو تقریر کی ہے اسکا افتتاحی حصہ یہ ہے کہ:

Presented by: Rana Jabir Abbas

الحمد للہ الذی اظھر الحق واھلہ ونصر امیر المومنین یزید بن معاویۃ وحزبہ وقتل ۔ ۔ الحسین بن علی وشیعتہ

"خدا کا شکر جس نے حق اور اہل حق کو فتح عنایت کی اور خلیفہ وقت یزید بن معاویہ اور اُنکے گروہ کی مدد کی اور حسینؑ بن علیؑ کو اُنکے شیعوں سمیت قتل کیا" (طبری ص ۲۶۳)

اس سے بھی صریحاً ظاہر ہے کہ حسینؑ کے ساتھ قتل ہونیوالی جماعت شیعہ تھی اور اُن کے قتل کرنے والے اس جماعت سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ وہ دشمن مذہب کے نام لیوا تھے جیسے ابن زیاد حق کہتے ہوئے اُسکی فتح پر شکر ادا کر رہا ہے اور وہ یزید کو امیر المومنین اور خلیفہ حق سمجھنے والی جماعت میں داخل تھے۔

(۱۰)

شہدائے راہ خدا کے سر ابن زیاد کے حکم سے زحر بن قیس کے ساتھ امیر شام یزید بن معاویہ کے پاس بھیجے گئے اور زحر نے دربار میں آکر فتح ونصرت کی مبارکباد دیتے ہوئے کربلا کا واقعہ اس طرح بیان کرنا شروع کیا۔

ابشر یا امیر المومنین بفتح اللہ ونصرہ ورد علینا الحسین بن علی فی ثمانیۃ عشر من اھل بیتہ وستین من شیعتہ فسرنا الیھم فسألناھم ان یستسلموا وینزلوا علی حکم الامیر عبید اللہ بن زیاد او القتال فاختاروا القتال

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

علی الاستسلام فعدونا علیہم مع شروق الشمس فاحطنا بہم من کل ناحیۃ حتی اذا اخذت السیوف مأخذھا من ھام القوم جعلوا یتوقلون الی غیر وزر ویلوذون منا بالآکام والحفر لواذا کما لاذ الحمائم من صقر فواللہ یا امیر المومنین ما کان الا جزر جزور او نومۃ قائل حتی اتینا علی آخرھم فہاتیک اجسادھم مجردۃ وثیابہم مرملۃ وخدودھم معفرۃ تصھرھم الشمس وتسفی علیہم الریح زوارھم العقبان والرخم۔

خوش ہو جیے اے امیر المومنین خدا کی فتح و نصرت سے آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ حسینؑ بن علیؑ ہمارے سامنے آئے اور اُنکے ساتھ اٹھارہ آدمی اُنکے اہلبیت مین سے تھے اور ساٹھ آدمی اُن کے شیعون مین سے۔ ہم نے اُن سے مطالبہ کیا کہ یا تو وہ تابع فرمان ہو جائین اور امیر عبید اللہ بن زیاد کے حکم کو تسلیم کر لین اور یا جنگ کرین مگر ان لوگون نے جنگ کو اختیار کیا۔ آفتاب نکلا ہی تھا کہ ہم اُنکی جنگ کے لئے چڑھ دوڑے اور ہر طرف سے اُنکا محاصرہ کر لیا۔ یہانتک کہ جب اُنکے سرون پر ہماری تلوارون نے پورا قابو پا لیا تھا تو اونکی یہ حالت تھی کہ وہ چارون طرف بھاگتے پھر رہے تھے۔

(عتبتا چاہیے ظالم جھوٹ بول لے امیر شام کا دربار ہے اور زبان تیرے دہن مین اور کوئی ٹوکنے والا موجود نہین)

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لیکن کہین پناہ نہ ملتی تھی اور وہ پہاڑیوں اور گڑھوں مین چھپتے پھر رہے تھے اسی طرح جیسے کبوتر باز شکاری سے چھپتے پھرتے ہین۔ خدا کی قسم اے امیر المومنین بس اتنی دیر لگی تھی کہ جیسے قصاب گوسفند کو ذبح کرے یا دوپہر کو کسی کی آنکھ لگ کر کھل جائے کہ ہم نے انکی پوری جماعت کو کاٹ ڈالا اب یہ منظر آپ کے پیش نظر ہو کہ انکے جسم برہنہ پڑے ہین۔ اور انکے کپڑے خاک مین اٹے اور انکے رخسار دھوپ مین بکھرے ہین آفتاب پوری تمازت کے ساتھ ان پر چمک رہا ہے اور ہوا کے جھونکے مٹی اڑا اڑا کر ان پر ڈال رہے ہین اور طائران ہوا انکے گرد جمع ہین

طبری کے راوی کا بیان ہے (اگرچہ ہم کو اس کا یقین نہین ہے) کہ اس دردناک مرقع کا تصور کرکے یزید کی آنکھون مین آنسو بھر آئے (ص ۲۶۲)

ابو حنیفہ دینوری کی کتاب الاخبار الطوال صفحہ ۲۵۹ اور دمیری کی کتاب حیوۃ الحیوان ج ا صفحہ ۳۵ مین بھی یہ تقریر موجود ہے لیکن اسکی شمر بن ذی الجوشن کی طرف نسبت دی گئی ہے جو دور از قیاس نہین ہے۔

ہمارا مطلب اس جملہ سے ہے کہ ستین من شیعتہ یعنی حسینؑ کے ساتھ اٹھارہ انکے اہلبیت اور ساٹھ انکے شیعہ تھے اب تو معلوم ہوا کہ حسینؑ کے قدم بہ قدم اس ثبات قدم و استقلال کے ساتھ جس کی نظیر پیش کرنے سے تاریخ قاصر ہو جان نثار کرنے والے شیعہ ہی تھے اور وہ کثیر التعداد جماعت جو برائے قتل حسینؑ کے لئے جمع ہوئی تھی شیعیت سے کوئی واسطہ نہ رکھتی تھی۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱۱)

قتل حسینؑ کی خوشخبری ابن زیاد کی طرف سے مختلف اطراف میں بھیجی جا رہی ہے جن میں سے عبدالملک بن ابی الحارث سلمی قاصد بنا کر مدینہ بھیجا گیا کہ وہ عمرو بن سعید بن العاص کو جو اس موقع پر مدینہ کا حاکم تھا اس واقعہ کی خبر کرے۔

قاصد پہنچا اور حاکم مدینہ کو واقعہ سے مطلع کیا۔ اس نے کہا کہ اچھا جا کر مدینہ کے گلی کوچوں میں اس کا اعلان کر دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عبدالملک ناقل ہے

فلم اسمع واللہ واعیۃ قط مثل واعیۃ نساء بنی ھاشم فی دورھن علی الحسین

"میں نے آج تک ایسا کہرام نہیں سنا تھا جیسا بنی ہاشم کی عورتوں میں گھروں کے اندر حسین پر کہرام برپا ہو گیا تھا"

یہ دیکھ کر عمرو بن سعید ہنسا اور عمرو بن معدیکرب کا شعر سنا کر پڑھا۔

عجت نساء بنی زیاد عجۃ   کعجیج نسوتنا غداۃ الارنب

یعنی آج ان عورتوں کو اسی طرح رونا پڑا ہے جیسے ہماری عورتیں ایک وقت میں رو چکی ہیں۔ پھر کہا کہ ھذہ واعیۃ بواعیۃ عثمان بن عفان

ص ۲۶۸

یہ کہرام بدلے میں ہوا اس کہرام کے جو عثمان بن عفان کے قتل سے ہوا تھا (طبری)

ہاں بے خبر دنیا چند روز کے لئے ہنسا رہی ہے تو ہنس لے لیکن یاد رکھ کہ اس کا نتیجہ سر ٹکرا کر رونے کے سوا کچھ نہیں عثمان کے خون کا بدلہ حسینؑ سے؟!

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اچھا یون ہی سہی لیکن یاد رہے کہ عثمان کے بعد اُن کے قاتل پچھلے پھولے اور ایک طویل عرصہ تک دنیا مین زندگی بسر کی لیکن حسین کے قاتل چند ہی روز مین اس طرح نیست و نابود ہو گئے کہ اونکا نام و نشان بھی باقی نہ رہیگا۔

یہ ہین مسلمہ تاریخی شہادتین جو قاتلانِ حسین کے مذہب کی ترجمانی کر رہی ہین ان کو شیعہ کہنے والے سامنے آئین اور نکالدالین طبری ہمین سے ان اوراق کو جو قاتلِ حسینؑ کو غیر شیعہ شمار رہے ہین اور دریا برد کر دین ان تاریخون کو جو انکی ہمنوا ہین اسوقت بےشک یہ جرأت کرنے کا موقع ہے کہ وہ پھر کہدین قاتلان حسین شیعہ تھے۔

عام اہل کوفہ کا مذہب

یہ خیال اکثر دماغون مین گردش کرتا ہے کہ اہل کوفہ عام طور پر شیعہ مذہب رکھتے تھے کیونکہ وہ جمل و صفین و نہروان مین حضرت علیؑ کے شریک جنگ اور معاون و مددگار تھے اور اسی طرح جو کچھ حضرت علیؑ کو اپنے اصحاب سے تکلیفین پہنچین وہ شیعون کی سیاہ کاریان ہین اور حضرت امام حسنؑ کو جو مصائب برداشت کرنا پڑے وہ بھی انھی کے ہاتھون اور یہی وہ لوگ ہین جنھون نے امام حسینؑ کو شہید کیا اوراسکی سند مین حسب ذیل حوالے پیش کیے جاتے ہین۔

(۱) حضرت مسلم نے جب پیغام امام حسینؑ کے پاس بھیجا تھا۔ اس مین لکھا تھا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

لا یغررک اہل الکوفۃ فانہم اصحاب ابیک الذین تمنی فراقہم بالموت او القتل۔

اہل کوفہ کے فریب میں نہ آئیے کیونکہ آپ کے والد کے یہ وہی اصحاب ہیں جنسے بذریعہ موت یا قتل وہ جدائی کے متمنی تھے۔

(۲) خود حضرت نے اہل کوفہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔

اگر شمارا دیگر گون کنید و نہ عہد شکنید و حبل بیعت از گردن فرو نہید قسم بجان من کہ از شما شگفت نہ باشد چہ پدر من علی و برادر من حسن و پسر عم من مسلم جز این نکردید۔ (ناسخ التواریخ)

(۳) محمد حنفیہ نے جب مکہ میں امام کو سفر عراق سے منع کرنا چاہا تو کہا "اے برادر جو کچھ غدر و مکر اہل کوفہ نے آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہیں میں ڈرتا ہوں کہیں آپ سے بھی اسی طرح سلوک کریں (جلاء العیون)

لیکن مندرجہ ذیل دو تنقیحوں کے بعد یہ پوری تقریر باد ہوا ثابت ہوتی ہے

(۱) حضرت علیؑ کی بیعت کرکے آپکے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہونیوالوں نے آپ کی رسولؐ کے بعد بحیثیت وصی برحق و خلیفہ بلا فصل بیعت کی تھی یا پہلے دوسرے تیسرے دور کے بعد بحیثیت خلیفہ رابع کے؟

(۲) حضرت علیؑ کو خلیفہ چہارم ہونے کی حیثیت سے امام تسلیم کرنے والا کس مذہب کا شخص ہو سکتا ہے؟

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

ان دونوں سوالوں کا جواب تاریخ سے واضح ہے کسی مزید تحقیق کی

ضرورت نہیں۔

تاریخی حیثیت سے یہ امر مسلم ہے کہ حضرت علی کو ظاہری خلافت کے دور میں

چوتھے ہی درجہ پر تسلیم کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھ والے لوگ خواہ کوفہ کے ہوں یا

غیر کوفہ کے اکثر و بیشتر اسی حیثیت سے آپکی اطاعت کا فرض ادا کر رہے تھے اور

یہ امر اصول مذاہب کے علم کا ہی مسئلہ ہے کہ حضرت امیر کے متعلق چوتھے نمبر پر خلافت

کا اقرار شیعی جماعت کا عقیدہ نہیں ہے بلکہ سواد اعظم کا طرہ امتیاز ہے۔

اسکے بعد حضرت علی کو اپنے اصحاب سے جو شکایتیں پیدا ہوئیں اور جو افسوسناک

صورتیں پیش آئیں انکی ذمہ داری شیعی جماعت پر عائد کرنا صریحی ناانصافی ہے در حقیقت

اگر علی یا امام حسن کو شیعوں کی جماعت ملتی یعنی وہ کہ جو علی کو انکے حقیقی مرتبہ

کے ساتھ پہچانے ہوئے تھے تو انکی اطاعت و جاں نثاری کی صورتیں مختلف ہوتیں

اب ہمارے اس بیان کی روشنی میں اگر ان فقرات کو ایک مرتبہ

دوبارہ پڑھو کر ولا یغرنک اھل الکوفۃ فانھم اصحاب ابیک

آپ اہل کوفہ سے دھوکا نہ کھائیں یہ وہی آپ کے والد کے اصحاب ہیں وغیرہ

وغیرہ تو تمہیں نتیجہ بالکل برعکس نظر آئے گا اور معلوم ہوگا کہ کوفہ میں اکثریت

اس مذہب کے لوگوں کی تھی جو حضرت کو چوتھے نمبر پر مان کر حضرت کے گرد اکٹھا

جمع ہو گئے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی طرح قاضی نور اللہ شوستری کا یہ کہنا کہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج دلیل است" یہ ذاتی خیال ہے جسکا وہ خود ہی وارث ہیں۔

اور پھر وہ اہل کوفہ کے تشیع کو مطابق ۱۴۳ ... دیتے ہوئے اس سے متعلق یہ کوئی ثبات دلیل بتلاتے ہیں اور ہم نے تاریخ سے کہ مذہب پر کافی ... قائم کرکے ثابت کر دیا ہے کہ انکو شیعہ مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اس لئے ان کی اصل کی طرف ... بالکل بے اصل ہے۔

شیعان کوفہ کی قتل حسینؑ سے بے تعلقی

کوفہ میں جماعت شیعہ کی تعداد اہل کوفہ کے خطوط اور رائے عام کی نوعیت حضرت مسلم کی شہادت اور انقلاب کوفہ کے علل و اسباب جماعت شیعہ کی بیگناہی اور اس پر تاریخی نصوص و شہادات

قتل امام حسینؑ کا الزام اس جماعت اہل کوفہ پر عائد کرنا جو امام حسینؑ کی دعوت بلانیوالی تھی، اور یہ کہنا کہ وہ شیعہ ہی تھے واقعیت سے کوسوں دور ہے اور اس خیال کی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ضرورت ہے کہ صحیفہ تاریخ کے چند ورق پیچھے الٹ کر مطالعہ کیا جائے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیعہ کہ جنھیں مذہبی حیثیت سے حقیقی معنی میں شیعہ کہا جاتا ہے اُنکی تعداد ابتدا ہی سے بہت کم تھی لیکن دوستی اہلبیت کا دم بھرنے والے اور اولاد ابوسفیان کے مقابلہ میں حضرت علیؑ کو حقدار خلافت سمجھنے والے جنھیں اس زمانہ میں شیعہ علی اور شیعہ اہل بیت کہا جاتا تھا اُنکی تعداد کافی تھی۔

گذرا ہے ایک وہ زمانہ کہ جب کوفہ شیعیان اہلبیت سے چھلک رہا تھا لیکن ادھر معاویہ کا ممالک اسلامیہ پر تسلط ہوا اور کوفہ پر اپنے نامعلوم باپ کا بیٹا زیاد حاکم مقرر ہوا ادھر شیعیان کوفہ پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے اور عراق کی چوڑی چکلی زمین اُن پر تنگ ہوگئی۔ اُن کا ہر نفس آئندہ آنے والے خطرات کی پیشین گوئی کرتا اور ہر دقیقہ و ثانیہ اپنے آخری ہونے کا پیغام سناتا تھا۔

ابوالحسن مدائنی نے کتاب الاحداث میں اس زمانہ کی مرقع کشی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

کان اشد الناس بلاء حینئذ اھل الکوفۃ لکثرۃ من بھا من شیعۃ علی فاستعمل علیھم زیاد بن سمیۃ وضم الیہ البصرۃ وکان یتتبع الشیعۃ وھو بھم عارف لانہ کان منھم ایام علی فقتلھم تحت کل حجر ومدر واخافھم وقطع الایدی والارجل وسمل العیون وصلبھم علی جذوع النخل وطردھم وشردھم عن العراق فلم یبق بھا معروف منھم

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

معاویہ کے دورِ حکومت میں تمام لوگوں سے زیادہ مصیبت میں اہلِ کوفہ تھے اس لیے کہ وہاں شیعیانِ علیؑ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ان کا حاکم بھی زیاد بن سمیہ مقرر کیا گیا اور اس نے شیعوں کو پوری جستجو کے ساتھ گرفتار کیا اور وہ ان کو خوب پہچانتا بھی خوب تھا کیونکہ علیؑ کے زمانہ میں وہ انہی لوگوں کے ساتھ تھا۔ اس نے ان کو جہاں پایا قتل کیا اور ہاتھ پاؤں قطع کیے اور آنکھوں میں سلائیاں پھروائیں اور درختوں پر سولیاں دلوائیں اور عراق سے جلاوطن کیا یہاں تک کہ کوئی مشہور و معروف شخص ان میں سے کوفہ کے اندر باقی نہیں رہا (نصائح کافیہ ص...)

اس صورت حال کے بعد ناممکن تھا کہ کوفہ کے اندر شیعہ جماعت کے لئے کوئی نمایاں حیثیت باقی رہتی بلکہ مارے جانے سولی پانے اور جلاوطن ہونے کے بعد جو بچے کھچے اشخاص موجود بھی تھے وہ گوشوں کے اندر اور پردوں کے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے اور شیعیت کا نام بھی زبان پر لانا اپنے مستحقِ قتل کی دستاویز خیال کرتے تھے۔

مثل مشہور ہے کہ "ظالم کی رسی دراز ہوا کرتی ہے" زمانہ کے ورق الٹتے رہے لیکن قدرت کو ایک طویل زمانہ تک ان بیکسوں کا امتحان لینا منظور تھا۔ صورت حال دو ایک ماہ دو ایک سال نہیں بلکہ بیس سال تک قائم رہی۔ جس میں بچے جوان اور جوان بوڑھے اور بوڑھے فنا ہو گئے۔ شیعیت ایک مخصوص با معرفت اور صاحب ایمان جماعت میں مخفی حیثیت سے پرورش پا رہی تھی اور وہ جماعت کوفہ کے اتنے بڑے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

شہر مین گمنامی کی زندگی بسر کر رہی تھی

رؤسائے عشائر اور شیوخ قبائل، ذمہ داران با اعتبار اشخاص سب حکومت وقت کے ساختہ و پرداختہ اور انکی خیر خواہی و وفاداری کی قسم کھائے ہوئے اور شاہی مذہب کے حلقہ بگوش و عقیدت کیش تھے

رہ گئی عام خلقت جس پر انقلابات کا دارومدار ہوتا ہے وہ بلا استثنار ہر ملک مین اور ہر جگہ "ہر کسے سکہ زند خطبہ بنامش خوانند" کے مطابق ہوا کے رخ پر اُڑنے والی اور زمانہ کے غیر معمولی حوادث سے سرعت کے ساتھ رنگ بدلنے والی ہوا کرتی ہے

ان مین ایک ایسا اچانک امر بھی جوش انگیزی کی طاقت ہو وہ انقلاب پیدا کر سکتا ہے جو برسون کی دعوت و تبلیغ پیدا نہین کرتی -

اسکے نمونے حکومتون کے تغیر و تبدل اور سلاطین کے عزل و نصب کی صورتون مین ہمیشہ نظر سے گذرتے رہتے ہین اور وہ اکثر و بیشتر اسی قسم کی ناگہانی صورتون کا نتیجہ ہوتے ہین

بیشک بیس سال تک صورت حال ایک طرح رہنے کا سبب یہی تھا کہ اس مدت مین کوئی تازہ حادثہ رونما نہین ہوا جو رجحانات طبعی سے ٹکرا کر انکو سیلاب کی طرح کسی خاص طرف متوجہ کر سکے -

سنہ ۶۰ھ کے رجب کا مہینہ وہ تھا کہ جسمین امیر معاویہ نے انتقال کیا اور انکا

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

امر دیگر خلیفۂ و جانشین آپکا بیٹا یزید ہوا۔ ایسے ہی واقع وہ ہوتے ہیں جو پرسکون فضا میں تموج اور مطمئن سطح میں تلاطم پیدا کرتے ہیں۔ فطرۃً ہر شخص ایک فرمانروا کے بعد اپنے جدید بادشاہ کی سلطنت اور قسمت کے مالک کی سابقہ زندگی اور اس کے اخلاق و عادات اور ذاتی خصوصیات کے متعلق معلومات حاصل کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے اور بیک وقت مختلف حلقوں اور جماعتوں میں اسی چرچے شروع ہو جاتے ہیں۔

یزید کے اخلاق و عادات، اسکی مے نوشی اور شہوت رانی، اسکی طفلانہ جوانی اور لہو و لعب میں سرگرمی، احکام شرعیہ سے آزادی اور خواہشات نفس کی پرستاری ایسی نہ تھی جو مخفی حیثیت رکھتی ہو۔

جاننے والوں کو یاد آگیا اور انجام کا نقشہ آنکھوں میں پھر نے لگا اور نہ جاننے والوں کو پوچھ کچھ میں معلوم ہوا کہ ہمارا ہونے والا خلیفہ و مالک سلطنت ان صفات و عادات کا شخص ہے۔

یقیناً اس کا نتیجہ تھا کہ ایک عام بے چینی، اضطراب اور نفرت و بیزاری کا جذبہ سینوں میں پیدا ہو جائے اور اس کے ساتھ آنکھیں گردش کرنے لگیں کہ کون ہے جو اس آڑے وقت پر کام آئے اور ان ذمہ داریوں کو جو سلطنت و خلافت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اپنے کاندھے پر اٹھا کر امت اسلامیہ کو اس بدکردار خلیفہ کے ہاتھ سے چھٹکارا دے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اسی کے ساتھ یہ خبریں بھی مشتہر ہو گئیں کہ حسین بن علیؑ نے یزید کی خلافت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ اسی لیے مدینہ سے مہاجرت کر کے مکہ معظمہ آ گئے ہیں اور یہ طے کر لیا ہے کہ جو کچھ بھی ہو یزید کی بیعت نہ کریں گے

اسوقت شیعوں کی اس جماعت کو جو بنی امیہ کے طویل مدت تک طرح طرح کے صبر آزما مظالم برداشت کرتے کرتے عاجز آ چکی تھی اور ہر وقت و ہر آن حضرت احدیت کی جانب سے کشائش و نصرت کی منتظر تھی اپنی مایوسیوں کی ظلمت سے چھائی ہوئی تاریکی میں امید کی شعاعیں نظر آنے لگیں اور انکے ضمیر نے آواز دی کہ اس موقع سے بہتر کوئی موقع نہ ملیگا اور اسوقت کا سکوت اپنے ہاتھ اپنی خودکشی کا مرادف ہو گا۔

یہ سوچ کر سلیمان بن صرد صحابی رسولؐ کے گھر میں مجتمع ہوئے سن رسیدہ اور تجربہ کار سلیمان نے جو رسالت آبؐ کی آنکھیں دیکھے ہوئے اور امیرالمومنین علی بن ابیطالبؑ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہو چکے تھے مجمع کو ان الفاظ سے مخاطب کیا۔

ان معاویۃ ھلک وان حسینا قد تقبض علی القوم ببیعتہ وقد خرج الی مکۃ وانتم شیعتہ وشیعۃ ابیہ فان کنتم تعلمون انکم ناصروہ ومجاھدو عدوہ فاکتبوا الیہ وان خفتم الوھل والفشل فلا تغروا الرجل من نفسہ

"معاویہ کا انتقال ہوا اور حسینؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا ہو اور وہ مکہ معظمہ چلے گئے ہیں آپ لوگ اُنکے اور اُنکے پدر بزرگوار کے شیعہ ہیں اگر آپ سابقین

Presented by: Rana Jabir Abbas

لکھتے ہوں کہ انکی نصرت و مدد مین اور اُنکے دشمنون سے جنگ مین کوتاہی نہ ہوگی تو بسم اللہ انکو خط لکھیئے اور اگر سستی و کمزوری کا خوف ہو تو برائے خدا ایک شخص کو فریب دیکر اُسکی جان کو خطرہ مین نہ ڈالیئے ۔

الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ سلیمان ایک مقرر کے فرض کو ادا کرتے ہوے گرجتے برستے الفاظ سے وقتی جوش کو برانگیختہ اور الفاظ کی طاقت سے رگون مین خون دوڑا کر اپنے مقصد کو حاصل کرنا نہین چاہتے بلکہ وہ مجمع سے خود انکے موجودہ جوش و ولولہ کی آخری تھاہ اور متوقع اقدام عمل پر اُنکی انتہائی کارفرمائی کا جائزہ لینا چاہتے ہین اور اسی کے ساتھ انکو موقع کی نزاکت اور آیندہ کے خطرات کا اندازہ کرا دینا مقصود ہے ۔ یہ امر فطری ہے کہ جذبات کی برانگیختگی کے موقع پر انسان کو اپنی طاقت کا اندازہ مشکل سے ہوتا ہے اور وہ عواقب کی فکر اور صحیح صورت حال اپنے ثبات قدم و استقلال کی تشخیص مین غلطی کر جاتا ہے بہرحال مجمع نے اندر سے اُنکے بڑھتے ہوے جوش کو بھانپ لیا ۔ اللہ نے وہ کام کیا جو پانی کا چھینٹا اٹھتے ہوئے آگ کے شعلون مین ۔ ایک مرتبہ سب بول اٹھے کہ نہین نہین ہم یقیناً انکے دشمنون سے جنگ کرینگے اور اپنی جانین حضرت کے قدمون پر نثار کرینگے ۔

یہ جمعیت کتنی تھی ؟ اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ وہ کسی میدان یا عالیشان قصر امارت کے وسیع صحن کی رہین منت نہ تھی بلکہ وہ عربی ساخت کے مختصر مکانات مین سے جنکے نمونے آجتک عربستان مین نظر آجاتے ہین ایک مکان یعنی سلیمان بن صرد کے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

گھر میں مجتمع ہو گئی تھی۔

مذکورہ بالا سوال و جواب اور اسکے الفاظ میں بیشک صداقت کا جوہر نظر آرہا ہے اور یہ بولنے والوں کے باطنی ضمائر کی ترجمانی کر رہے ہیں لیکن وہ آئندہ ہونیوالے انکہانی انقلابات کا کہانتک مقابلہ کرسکتے ہیں اسکا فیصلہ مستقبل ہی کے ہاتھ ہے سلیمان بن صرد کی حجت تمام ہو چکی تھی خط امام حسینؑ کے نام بدین عنوان لکھا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لحسین بن علی من سلیمان بن صرد والمسیب بن نجبۃ و رفاعۃ بن شداد و حبیب بن مظاہر و شیعتہ من المومنین و مسلمین من اہل الکوفہ اسکے بعد معاویہ کے انتقال پر اظہار مسرت کیا گیا تھا اور لکھا تھا کہ۔

انہ لیس علینا امام فاقبل لعل اللہ ان یجمعنا بک علی الحق والنعمان بن بشیر فی قصر الامارۃ لسنا نجتمع معہ فی جمعۃ ولا نخرج معہ الی عید ولو قد بلغنا انک قد اقبلت الینا اخرجناہ حتی نلحقہ بالشام ان شاء اللہ والسلام ورحمۃ اللہ۔

"ہمارے سر پر کوئی امام نہیں ہے لہذا آپ تشریف لائیے شاید آپکی وجہ سے ہم حق کی نصرت پر ہم آہنگ ہو سکیں اور نعمان بن بشیر دارالامارہ میں موجود ہے ہم اسکے ساتھ نماز جمعہ میں شریک نہیں ہوتے اور نہ عیدگاہ جاتے ہیں۔ اگر ہم کو خبر معلوم ہو جائیگی کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو ہم اسکو یہاں سے نکالکر شام جانے پر مجبور کر دینگے۔ والسلام

اس خط کو عبداللہ بن سبیع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا گیا اور یہ سب سے پہلا خط ہے جو امام کو مکہ معظمہ میں دسویں ماہ رمضان کو ملا۔ جمعیت منتشر ہوئی اور اب ہر ایک نے اپنے حلقہ اثر میں اس تحریک کو پھیلانا شروع کیا اور دو ہی دن کے عرصہ میں ۵۳ عرضداشتیں طیار ہوگئیں جو ایک دو تین چار آدمیوں کے دستخط سے مختص اور یہ سب خطوط قیس بن مسہر صیداوی اور عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدن ارحبی اور عمارہ بن عبید سلولی کے ہاتھ روانہ کیے گئے۔ اس اضطراب اور روحانی تلاطم کے سبب سے جو یزید کی خلافت کے باعث عام طور پر بپا تھا اور جب یہاں کسی مذہبی مسلک کا افتراق نہ تھا ان حضرات کی مذکورہ بالا تجویز کا ہر طرف سے خیر مقدم کیا گیا اور وہ لوگ جو شیعیت کا جذبہ نہ رکھتے تھے وہ بھی اس خیال سے نہیں کہ حسین تمام دنیا کو چھوڑ کر امامت کے مستحق ہیں بلکہ اس خیال سے کہ یزید ایسے شراب خوار و فاسق سے حسین بن علیؑ ایسی کامل و لائق ہستی یقینا مسلمانوں کے لیے بہتر ہے اس تحریک کے گرمجوشی کے ساتھ موید نظر آنے لگے جس کو دیکھکر ان افراد کو جو حقیقتاً اس تجویز کے محرک تھے یہ یقین پیدا ہوگیا کہ رائے عام ہمارے ساتھ ہے اور اب کامیابی ہمارے قدم سے وابستہ لیکن درحقیقت یہ فریب نظر تھا، عام خلقت کو اس تحریک سے ہمدردی ویسی ہی تھی جیسے آندھی کے رخ پر اڑتے ہوئے پرند۔

اس غلط اندیشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یا تو پہلے خط میں لعل اللہ ان یجمعنا بک

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی لفظیں ہم ور جار اور اجتماع و اتفاق کا خیال توقع کی صورت میں ظاہر کر رہی تھیں اور یہ اب آخری خط پر زور الفاظ میں لکھا جاتا ہے جو مضبوط یقین اور کامل اعتماد کا مظہر ہے۔

لحسین بن علی من شیعتہ من المومنین والمسلمین اما بعد فحی ھلا فان الناس ینتظرونک لا رأی لھم فی غیرک فالعجل العجل والسلام علیک۔

تشریف لائیے جلد اس لیے کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں اور آپ کے سوا کسی کی امامت تسلیم کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں لہذا جلدی کیجئے جلدی والسلام۔

اس خط کو ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کے ذریعہ روانہ کیا گیا تھا۔

اب تک جو کارروائیاں ہو رہی ہیں وہ اجتماعی کہی جا سکتی ہیں اس لئے کہ ان میں جماعت شیعہ اور اس کے ذمہ دار نمائندے پیش پیش نظر آرہے ہیں اور وہ کارروائیاں اس خط پر ختم ہو گئیں جو اپنے مضمون کے اعتبار سے بھی بالکل آخری کہا جا سکتا ہے لیکن اس کے بعد ایک خط کوفہ سے جاتا ہوا نظر آتا ہے امام حسینؑ کے نام جس کے الفاظ یہ ہیں:

اما بعد فقد اخضر الجناب وایعنت الثمار وطمت الاجمام فاذا شئت فاقدم علی جند لک مجند والسلام علیک۔

Contact: jabir.abbas@yahoo.com
jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

"کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور میوے درختوں میں رسیدہ ہیں اور نالے لبریز ہیں بس جب آپ چاہیں تشریف لائیں ایک ایسے لشکر کی جانب جو آپ کے لئے آراستہ موجود ہے والسّلام"

اس پر سات آدمیوں کے دستخط ہیں شبث بن ربعی حجار بن ابجر یزید بن حارث۔ یزید بن رویم۔ عزرة بن قیس۔ عمرو بن الحجاج زبیدی محمد بن عمیر تمیمی (ان واقعات کے لئے ملاحظہ ہو طبری ج ۶ ص ۱۹۷)

ذرا پہلے خطوط اور اس خط میں عنوان کی حیثیت سے موازنہ کرو۔ اُن خطوط میں سے ہر خط میں برابر اپنے شیعہ ایمان کا حوالہ ہے معاویہ و آل معاویہ کے غصب خلافت کا تذکرہ ہے حسین بن علیؑ کے استحقاق امامت کا اعتراف ہے لیکن اس خط میں یہ کچھ بھی نہیں۔

اسکے علاوہ یہ سات آدمی اگر اُسی جمعیت کے رکن تھے جو امام حسینؑ کو دعوت دینے کی بانی تھی تو اُن اجتماعی خطوط میں ان کا کہیں نام کیوں نظر نہیں آتا باوجود یہ لوگ کوئی گمنام اشخاص نہیں بلکہ یہ سلسلے عشائر اور شیوخ قبائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ناممکن تھا کہ سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ اور رفاعة بن شداد اور حبیب بن مظاہر ایسے محراب عبادت میں زندگی گذارنے والے بے اہم و رسم اشخاص کا تو اُس میں نام ہو اور یہ لوگ نظر انداز کر دیئے جائیں بہر حال وہ خطوط جنہوں نے ایک آخری کارروائی کر دی تھی جس میں بہ زور الفاظ میں تعجیل کی درخواست

Presented by: Rana Jabir Abbas

تھی تو اب ان اشخاص کو ایسا انفرادی مکتوب لکھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر میری قوت شامہ کو تو اس خط کے طرز تحریر اور اسکے الفاظ سے بھی کوئی خلوص و محبت کی بو محسوس نہیں ہوتی بلکہ برعکس اسکے مجھکو اسکے اندر استہزاء و تمسخر کا جوہر کارفرما نظر آرہا ہے۔

آخر حسین کو لہلہاتی کھیتیوں سے کیا کام اور رسیدہ میووں سے کیا غرض اور لبریز تالابوں سے کیا مطلب؟ پھر اس میں امام حسینؑ کی تشریف آوری کی عرضداشت کا بھی پتہ نہیں ہے بلکہ آنے کو آپ کی مشیت پر محول کرکے ایک خبر رسانی کی سی صورت ہے کہ یہاں یہ طیاریاں ہو گئی ہیں جب آپ کا دل چاہے تشریف لائیے۔

ان وجوہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ ان اشخاص کو اس جماعت سے کہ جو شیعہ کہی جا سکتی تھی کوئی تعلق نہ تھا بلکہ یا تو جب دیکھا کہ خطوط اس قدر جا چکے ہیں کہ امام حسینؑ ضرور ہی انکے مطالبہ کو پورا کرکے تشریف آوری عراق کا ارادہ کرینگے اور موجودہ صورت حال کی بناء پر انکو کامیابی بھی حاصل ہو گی تو ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں کی مثل کے مطابق یہ چاہا کہ ہم بھی خطوط لکھنے والوں میں شمار کر لئے جائیں اس طرح حضرت کی حکومت ہونے پر جسکے توقعات قائم ہو چکے ہیں ہم سے بدظنی نہ پیدا ہو گی اور یا اسکے اندر کوئی باطنی سازش مضمر تھی جس کی بناء پر متفقہ طور سے یہ خط لکھا گیا تھا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور لکھنے کی بات ہرگز اُن خطوط لکھنے والوں میں سے جو جماعت شیعہ کے نام سے گئے ہیں ایک شخص کی بھی موجودگی واقعۂ کربلا میں امام حسینؑ کے مقابل میں باقی نہیں جاتی بلکہ ان ہی میں سے حبیب بن مظاہر نے کربلا میں امام حسینؑ کے قدموں پر جانبازی کے ساتھ دم توڑ کر ہمیشہ کے لئے سرخروئی حاصل کی اور اُن اشخاص میں سے جو خطوط کے لیجانے والے تھے سعید بن عبداللہ حنفی نے اس طرح جاں نثاری کی جس کی نظیر کسی شہید کے یہاں نظر نہیں آتی۔

ظہر کے بعد جب لڑائی نے زور پکڑا اور خونخوار دشمنوں کا لشکر امام حسینؑ کے نزدیک پہنچ گیا اُسوقت یہ جانباز امام کے سامنے کھڑا ہو گیا اور جو تیر حسینؑ کی طرف آتا تھا اُسکو اپنے سینہ پر روکتا تھا، آخر اتنے تیر پڑے کہ وہ جان نثار مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا (طبری ص ۲۵۲)

اور عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدن ارحبی روز عاشور امام حسینؑ سے اجازت لیکر میدان قتال میں آگئے اور یہ رجز پڑھا۔

صبرا علی الاسیاف والاسنۃ ۔ صبرا علیہا لدخول الجنۃ

پھر جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے (ابصار العین ص ۷۵)

اور قیس بن مسہر صیداوی نے اپنی زندگی کے آخری نفس تک جس صداقت و استقلال کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کیا اُس کا تذکرہ صفحۂ تاریخ پر زرین حرفوں میں ہمیشہ ثبت رہیگا۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسوقت کہ جب امام حسینؑ نے بطن الرمہ سے اہل کوفہ کے نام خط دیکر انکو روانہ کیا اور حصین بن تمیم کے ہاتھوں جو قادسیہ میں ناکہ بندی پر مقرر تھا یہ گرفتار ہو کر ابن زیاد کے پاس لائے گئے اور اُس نے حکم دیا کہ قصر دار الامارہ پہ جا کر حسین بن علیؑ کے بارے میں کلمات نازیبا استعمال کریں ۔ یہ موقع تھا جسکو قیس نے بہترین موقع تبلیغ کا سمجھا اور بالائے قصر جا کر بلند آواز سے کہا ۔

ایھا الناس ان ھذا الحسین بن علی خیر خلق اللہ ابن فاطمۃ بنت رسول اللہ وانا رسولہ الیکم وقد فارقتہ بالحاجر فاجیبوہ

سب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ حسین فرزند علی و فاطمہ اسوقت خلق خدا میں سب سے افضل و بہتر ہیں اور وہ مقام حاجر تک پہونچ چکے ہیں ۔ میں اُنہی کا بھیجا ہوا ہوں اب تم سب اُنکی آواز پر لبیک کہو ۔

یہ لفظیں ختم ہوئی ہی تھیں کہ ابن زیاد کے حکم سے انکو قصر دار الامارہ کی بالائی سطح سے نیچے گرا دیا گیا اور اُس شہید راہ خدا کی ہڈیاں سرمہ سا ہو گئیں (طبری ص ۲۲۴)

ان خطوط کے لکھنے والے شیعہ تھے اور اُنکی برات قتل حضرت سید الشہداءؑ سے یقینی طور پر ثابت ہے ۔

برخلاف اس کے آخری خط جس پر سات آدمیوں کے دستخط تھے ان میں سے پانچ شخص شبث بن ربعی اور حجار بن ابجر اور عزرۃ بن قیس

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور عمرو بن حجاج زبیدی اور یزید بن حارث مسلماً واقعہ کربلا میں موجود اور قتل امام حسینؑ میں شریک تھے اور بقیہ دو کے نام اگرچہ کسی موقع پر نظر نہیں آتے لیکن قرائن کی رو سے قرین قیاس ہے کہ انھوں نے بھی اپنے ساتھیوں کا ساتھ دیا تھا۔

یہ وہی اشخاص ہیں جن کے متعلق کافی وضاحت کے ساتھ ثابت کر دیا گیا ہے کہ نہ انھوں نے اپنے تئیں شیعہ لکھا تھا اور نہ واقعات کی بنا پر ان کا جماعت شیعہ سے کوئی تعلق معلوم ہوتا ہے۔

امام حسینؑ نے اہل کوفہ کے متواتر خطوط دیکھ کر احتیاطی تدبیر یہ کی کہ مسلم بن عقیل کو اپنا نمایندہ بنا کر ایک تحریر کے ساتھ روانہ کیا جس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من حسین بن علی الی الملأ من المومنین والمسلمین اما بعد فان ھانیا وسعیدا قدما علیّ بکتبکم وکانا آخر من قدم علیّ من رسلکم وقد فہمت کل الذی قصصتم وذکرتم ومقالۃ جلکم انہ لیس علینا امام فاقبل لعل اللہ ان یجمعنا بک علی الہدی والحق وقد بعثت الیکم اخی وابن عمی وثقتی من اہل بیتی وامرتہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

ان یکتب الی بحالکم وامرکم ورأیکم فان کتب الی انہ قد اجمع رأی ملأکم وذوی الفضل والحجیٰ منکم علی مثل ما قدمت علیّ بہ رسلکم وقرأت فی کتبکم اقدم علیکم وشیکا ان شاء اللہ فلعمری ما الامام الّا العامل بالکتاب والآخذ بالقسط والدائن بالحق والحابس نفسہ علی ذات اللہ والسلام

ہانی اور سعید تمھارے خطوط کو لیکر پہونچے، اور یہ دو شخص تمھارے سب سے آخری قاصد ہین جو میرے پاس آئے ہین، مین نے جو کچھ تم لوگون نے لکھا تھا اسکو غور سے پڑھا اور سمجھا، تم مین سے اکثر کا قول یہ ہے کہ ہمارے سر پر کوئی امام نہین آپ آئیے شاید خدا ہم کو آپکی بدولت حق پر مجتمع کردے، اچھا تو اب مین تمھاری جانب اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے اور اپنے محل اعتماد عزیز قریب کو روانہ کرتا ہون اور انھین حکم دیدیا ہے کہ وہ مجھکو تمھارے حالات وخیالات سے مطلع کرین، اگر انھون نے لکھا کہ تمھاری جماعت اور اہل عقل وعقد افراد نے اتفاق کرلیا ہے اُس امر پر جس کو تم نے اپنے خطوط مین ظاہر کیا ہے تو مین عنقریب تمھاری طرف آتا ہون اور امام کے کوئی معنی نہین سوائے اُس شخص کے جو کتاب الٰہی پر عامل اور عدالت کا پابند اور حق کا متبع اور اپنی ذات کو خدا کی مرضی پر وقف کئے ہوئے ہو والسّلام (طبری ص ۱۹۷ و ص ۱۹۸)

Contact: jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

آخری لفظوں میں درحقیقت خط لکھنے والوں کے عقیدۂ تشیع کی لطیف عنوان سے اصلاح ہے، اُنکا تشیع حقیقتہً صرف محبت اہلبیت اور اُنکے مقابلہ میں دوسروں کو نااہل حکومت وخلافت سمجھنے تک محدود تھا لیکن معارف صحیحہ اور عقائد حقہ جو فرقۂ شیعہ میں بحکم عقل وتعلیم اہلبیت علیہم السلام مسلم حیثیت رکھتے ہیں وہ اُنکی نگاہوں سے اوجھل تھے۔

اُن کے خطوط کے اندر یہ جملہ پیش نظر آتا ہے کہ لیس علینا امام "ہمارے سروں پر کوئی امام موجود نہیں" حالانکہ اگر صحیح معرفت امام اُن کے دلوں میں موجود ہوتی تو وہ سمجھتے کہ امام کی امامت کسی فوج ولشکر اور تاج وتخت کی محتاج نہیں اور وہ اب نہیں بلکہ دس برس پیشتر سے حسینؑ بن علیؑ کے لئے محفوظ ہے، وہ اس کی محتاج نہیں ہے کہ حسینؑ آ کی جماعت میں آکر آنکی نصرت حاصل کریں اور اُنکے اتفاق واتحاد سے فائدہ اُٹھائیں تب امامت کا انعقاد ہو۔

امامؑ نے اپنے اس جملہ میں کہ ما الامام الا العامل بالکتاب الخ، مسئلہ کو حقیقت امر پر مطلع فرمایا ہے "کتاب الٰہی پر عامل اور عدالت کا پابند اور اپنی ذات کو ہر حرکت وسکون میں لازمی طور سے خدا کی مرضی پر وقف کئے ہوئے" یہی تفصیل کا اجمال اور اصطلاحی مفاد "معصوم" ہے اور مطلب یہ ہوا کہ امام کے لئے کسی قہر وغلبہ کی حاجت نہیں ہے بلکہ جو بھی معصوم ہو وہ بہر حال

امام جب ---

یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اس خط کی عبارت سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم بن عقیل جنگ پر مامور نہ تھے اور نہ کوفہ کی تسخیر کے لئے بھیجے گئے تھے بلکہ وہ صرف ایک نمائندہ کی حیثیت رکھتے تھے جو کوفہ کی رائے عام اور وہاں والوں کے حالات و خیالات کا حضرت سید الشہداء کے متعلق اندازہ کر کے حضرت کو اس سے مطلع کریں۔

حضرت مسلم کے ورود کوفہ کے موقع پر طبری اور دوسری مستند تاریخوں نے جو حالات قلمبند کئے ہیں ان کی بنا پر سلیمان بن صرد خزاعی کی موجودگی کوفہ میں پائی نہیں جاتی ورنہ مسلم کو مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کے گھر میں اترنے کی ضرورت نہ تھی[1]

جبکہ سلیمان بن صرد اس تحریک کے روح رواں اور قائد اعظم تھے اور کوفہ کی جماعت شیعہ میں سب سے زیادہ موجہ اور با اقتدار تھے جس کی تصدیق ان الفاظ سے ہوتی ہے جو رفاعہ بن شداد نے اس موقع پر کہے ہیں کہ جب یہ لوگ بعد قتل امام حسینؑ انتقامی تدابیر پر غور کرنے کے لئے

---

[1] مجھ کو معلوم ہے کہ بعض کتب مقاتل میں مسلم کا ابتدائی قیام سلیمان بن صرد کے مکان پر بتلایا گیا ہے لیکن مستند تاریخی شہادتیں اسکے خلاف ہیں۔۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

جمع ہوئے ہیں اور مسیب بن نجبہ نے صورت حال کو پیش کرتے ہوئے کسی رئیس کے انتخاب کی تحریک کی ہے اسوقت رفاعہ نے کہا۔

ان رأیت ورأی اصحابنا ذالک ولینا ھذا الامر شیخ الشیعۃ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وذا السابقۃ والقدم سلیمان بن صرد المحمود فی باسہ ودینہ والموثوق بحزمہ

"اگر سب کی رائے ہو تو ہم اس مہم کی قیادت و سرکردگی سلیمان بن صرد کے سپرد کریں جو شیخ الشیعہ اور رسالتماب کے صحابی اور سب پر مقدم اور کارہائے نمایاں کیے ہوئے شخص ہیں جنکی شجاعت و دیانت دونوں قابل تعریف وثنا اور موقع شناسی وآزمودہ کاری محل اطمینان ہے (طبری جلد ۷ ص ۴۸)

انکی موجودگی میں مسلم بن عقیل کو انہی کے یہاں قیام کرنا ناگزیر تھا اور پھر مسلم کے دوران قیام میں اسوقت کہ جب حالات سازگار تھے اور لوگ بیعت کے لئے ٹوٹے پڑ رہے تھے وہاں بھی سلیمان کا کہیں تذکرہ نظر نہیں آتا اور حضرت مسلم کی دعوت پر پہلا جو اجتماع ہوا اس کے مقررین کی فہرست میں بھی سلیمان کا نام نہیں ہے حالانکہ عرب کی سابقہ و حسالی تہذیب کے مطابق اگر سلیمان بن صرد موقع پر موجود ہوتے تو سوائے انکے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اسی کو سب سے پہلے زبان کھولنے کا اور کسی تقریر کرنے کا حق نہ تھا۔

اور اگر سلیمان باوجود وہاں ہونے کے کسی وجہ سے مسلم کی نصرت سے پہلو تہی کرتے تو سلیمان کی نمایاں شخصیت کو دیکھتے ہوئے تاریخ میں یہ واقعہ اہمیت کے ساتھ درج نظر آتا کہ سلیمان ایسے شخص نے مسلم سے بوقت ورود ہی علیحدگی اختیار کی اور اس کا نتیجہ سب سے بڑا جو ہوتا وہ یہ کہ مسلم کو اس تلخ تجربہ کے بعد اہل کوفہ کی وفاداری اور ثبات قدم و استقامت کے متعلق وہ خوشگوار توقعات قائم نہ ہوتیں جن کے باعث وہ امام حسینؑ کو لکھتے کہ آپ ضرور یہاں تشریف لائیے۔

حضرت مسلم نے مختار بن ابو عبیدہ کے مکان پر قیام کیا اور جن جن اشخاص کو اطلاع ہوتی گئی وہ مسلم کے پاس شرف زیارت حاصل کرنے کے لئے آتے گئے۔ جب کافی مجمع ہو گیا تو مسلم نے امام کا خط جو جماعت شیعہ کے نام تھا پڑھ کر سنایا جس سے مجمع میں کافی جوش کے آثار ظاہر ہوئے اور عابس بن ابی شبیب شاکری نے کھڑے ہو کر حمد و ثنائے الٰہی کے بعد اپنے ذاتی خیال کو ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

انی لا اخبرک عن الناس ولا اعلم ما فی انفسھم وما اغرک منھم واللہ احدثک بما انا موطن نفسی علیہ واللہ لاجیبنکم اذا دعوتم ولاقاتلن معکم عدوکم ولاضربن بسیفی

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

دونکم حتی تلقی اللہ لا ارید بذلک الا ما عند اللہ ۔

"مجھ کو عام لوگوں کے متعلق کسی اظہار خیال کا حق نہیں اور نہ مجھے معلوم ہے کہ انکے دلوں میں کیا ہے اور نہ میں انکی طرف سے وکالت کر کے آپکو فریب میں ڈالنا چاہتا ہوں لیکن میں تو وہ ظاہر کرتا ہوں جس کو میں نے اپنے دل میں ٹھان لیا ہے خدا کی قسم میں جس وقت بھی آپ دعوت دیں گے لبیک کہتا ہوا حاضر ہونگا اور آپ کے ہمراہ دشمنوں سے جنگ کرونگا اور آپکے سامنے شمشیر زنی کرونگا یہانتک کہ اس زندگی کو ختم کر کے اپنے خدا سے ملاقات کروں اور میرا مقصد اس سے سوائے جزائے اخروی کے کچھ نہ ہوگا۔"

یہ تقریر ختم ہوئی تھی کہ حبیب بن مظاہر کھڑے ہو گئے "مرحبا جزاک اللہ کتنی مختصر لفظوں میں تم نے اپنے ذاتی خیالات کو واضح کر دیا۔"

پھر حضرت مسلم کی طرف خطاب کر کے "خدا کی قسم میرا بھی ذاتی خیال وہی ہے جو عابس بن ابی شبیب نے اپنی لفظوں میں ادا کیا۔"

ایسی ہی لفظوں میں سعید بن عبداللہ حنفی نے تائید کی اور مجمع متفرق ہوا۔

خط کے مضمون کی بنا پر اس کارروائی کا مقصد واضح ہے یعنی یہ عہد و پیمان اس امر کے متعلق نہ تھا کہ مسلم کوئی جارحانہ اقدام کرنا چاہتے ہیں اور اس میں یہ لوگ مسلم کی معاونت کریں گے اور نہ اسوقت یہ وہم و خیال

jabir.abbas@yahoo.com

Contact: jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کسی دل و دماغ میں گردش کر رہا تھا کہ چند ہی روز میں تن تنہا مسلم کے مقابلہ میں
فوج آتی ہوگی اور اس لئے اس تمام جماعت کو تیار رہنا چاہیئے بلکہ یہ عہد و پیمان
حضرت امام حسینؑ کی تشریف آوری کی پیش نہاد اور اس موقع کے لئے ان
لوگوں کے عزائم و نیات کے اندازہ کے لئے تھا۔

مسلم بن عقیل کے ورود کی خبر کوفہ میں عام طور پر مشہور ہوگئی اور وہ ذہنی
فضا کے لحاظ سے جو اس تحریک یعنی امام حسینؑ کو دعوت کے متعلق ابتدا ہی
سے کوفہ میں پیدا ہو گئی تھی اور جس کے اسباب وضاحت کے ساتھ درج
کئے جا چکے ہیں ہر شخص نے اس خبر کا مسرت کے ساتھ استقبال کیا۔

بقول شخصے کہ خلقت بھیڑ یا دھسان ہوتی ہے جدھر ایک چلا اُدھر
سب یزید کی خلافت سے بسبب اُسکی سیاہ کاریوں کے بیزاری ایک طرف
حسینؑ بن علیؑ کی ہر دلعزیزی نہ مذہبی نقطہ نظر سے بلکہ اپنے اخلاق و کمالات
کے لحاظ سے دوسری جانب وہ لوگ کہ جو مسلم بن عقیل کی تحریک کے مبلغ و داعی
تھے اُنکی ذاتی وجاہت و تعلقات تیسری جانب اور کل جدید لذیذ کے طبعی
قانون کے مطابق ہر تازہ تحریک میں جو لذت یا جذب ہوتا ہے وہ چوتھی جانب
ان تمام باتوں کا ملکر نتیجہ تھا کہ حضرت مسلم کے ہاتھ پر ایک ہفتہ کے اندر اٹھارہ
ہزار کوفیوں نے بیعت کی۔

لیکن کیا یہ سب شیعہ تھے؟ کیا کوفہ میں زیاد و آل زیاد کی منشا سال

jabirabbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حکومت کے بعد جس میں کھنچی ہوئی تلواریں اور جلادوں کے ہاتھ رہا ابتدائی سفاکی میں مشغول رہے اور دست و پا سروں اور زبان کے قطع و برید کا سلسلہ برابر جاری رہا کوفہ میں ہنوز ہزاروں آدمی تعداد میں شیعہ موجود ہو سکتے تھے۔

اور جب یہ نہیں تو کیا مذکورہ بالا عارضی اسباب سے جو رائے عام ہموار ہوئی ہو اس میں کوئی وزن یا ثبات و استقرار ہو سکتا ہے۔

بیشک جب اس تحریک کے ابتدائی محرک اشخاص کو رائے عام کی نوعیت سمجھنے میں غلطی ہوئی حالانکہ وہ وہیں کے رہنے والے پروردہ اور تجربہ یافتہ تھے تو مسلم بن عقیل کو جنھیں اس شہر کے حالات کا تجربہ بھی حاصل نہ تھا صورت حال کی تشخیص میں دھوکا ہونا قابل تعجب نہیں ہے۔

مسلم کی تحریک کو چلانے والے۔ آنکی صدا پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے اور سب سے پہلے اجتماع میں جانبازی کا اقرار کرنیوالے اور رائے عام کو ہموار کرکے مسلم کی نصرت وبیعت پر آمادہ کرنے والے بیشک سب شیعہ تھے اور انکا کام یہی تھا کہ وہ رائے عام کو مسلم بن عقیل کے موافق بنا دیں جس میں ان کو خاطر خواہ کامیابی ہوئی لیکن آئندہ کے انقلابات کوئی دوسری صورت پیدا کرینگے اسکی ذمہ داری انپر عائد نہیں ہو سکتی بیشک انھوں نے اپنے اقرار وفا اور عہد جانبازی پر بہترین طریقہ سے عمل کیا اور جو کہا تھا اسے کر دکھایا جسکے مشاہدہ کے لئے مستقبل کا انتظار کرنا چاہیئے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسلم بن عقیل کھا لا بھا سید اقرا نظر آرہے ہیں ؟ امام حسینؑ کو خط بھی لکھدیا ہو کر کوفہ آپ کے ساتھ ہو تشریف لائیے مقامی حکومت کے طرز عمل کو دیکھتے ہوئے انکو اپنی نسبت بھی کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا ہے جسکی بنا پر وہ اپنی حفاظت کے لئے احتیاطی تدبیر عمل میں لائیں۔

کوفہ میں یہ خبر گرم ہے کہ اب بہت جلد ہی حسین بن علیؑ تشریف لانے والے ہیں اور اس وجہ سے ہر طرف ایک خاص چہل پہل نظر آتی ہے اور حلقہ جماعت جماعت لوگ بیٹھ کر اس پر اظہار خیالات کرتے ہیں اور بیعت کے ساتھ دیدہ براہ ہیں لیکن ... تو نہیں معلوم کہ کوفہ کے اندر ایک جماعت موجود ہے جو ان تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دینے پر آمادہ ہے اور وہ اموی حکومت کے خیر خواہ دوست اور وہ لوگ ہیں کہ جنھیں حسین بن علیؑ کی سلطنت کے بعد اموال خلق پر بیجا تصرفات کا حق باقی نہ رہیگا، انھی کی جانب سے مخفی کارروائی یہ ہوئی کہ یزید سے حاکم حال کو معزول کر کے ایک مدبر اور سفاک حاکم کا مطالبہ کیا اور دہاں قرعۂ فال عبید اللہ بن زیاد کے نام پر نکلا، عبید اللہ کوئی اور نہیں وہ زیاد کا بیٹا اور معاویہ کا ایک معنی سے بھتیجا ہے اور یہ خاندان وہ ہے جس پر مکاری و غداری کا خاتمہ تھا۔

چنانچہ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ابن زیاد نے اپنی نقل و حرکت کو بالکل صیغۂ راز میں رکھا تاکہ اس کا ورود کوفہ میں اچانک حیثیت سے ہو اور

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھر راستہ مین جبکہ کوفہ نزدیک رہ گیا اُس نے اپنی وضع مین تغیر پیدا کر کے ایک سیاہ عمامہ سر پر باندھا اور چہرہ پر اُسی طریقہ سے جو عرب مین کہا دستون مین سخت موقعون پر مرسوم ہے ایک ڈھاٹا باندھ لیا جسکی بنا پر شناخت ناممکن ہو گئی ایک مرتبہ شہر پناہ کوفہ کے اندر یہ نقشہ نظر آیا کہ آگے آگے عزلی گھوڑے پر ایک رئیس قوم پورے وقار و تمکنت کے ساتھ سیاہ عمامہ سر پر باندھے جو اشراف عرب کا امتیازی نشان تھا اور اُس کے پیچھے ایک شاندار قافلہ زین ولجام، ساز وسامان سے آراستہ اس حشم وخدم کو دیکھکر اُن توقعات کی بنا پر جو قائم تھیں وہی ہونا چاہیئے تھا جو ہوا یعنی ہر شخص یہی سمجھا کہ حسینؑ بن علیؑ تشریف لائے ہین اور اُس قائم شدہ اثر کی بنا پر جو دلون مین تھا جس جماعت کی طرف سے عبید اللہ کا گذر ہوتا تھا وہ بنظر تعظیم کھڑے ہو کر آداب بجا لاتی تھی اور " خوش آمدید " کے معنون مین یہ الفاظ زبان پر جاری ہوتے تھے کہ مرحبا بک یا ابن رسول اللہ قدمت خیر مقدم

ابن زیاد کسی کو کچھ جواب نہ دیتا تھا بلکہ آوازون کو سنتا، چہرون کو بغور دیکھتا، شکل وشمائل کو پہچانتا چلا جا رہا تھا یہان تک کہ مجمع زیادہ ہو گیا اور لوگ اشتیاق مین گھرون سے نکل آئے اور ہر شخص بخیال خود فرزند رسول کے زیارت کی تمنا مین آگے بڑھنے لگا اور نوبت یہ پہونچی کہ راہ چلنے

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مین رکاوٹ پیدا ہوئی اُسوقت مسلم بن عمرو باہلی نے جو ابن زیاد کے ساتھ تھا پکار کر کہا :۔

ناخروا ھذا الامیر عبید اللہ بن زیاد " راستہ چھوڑ دو،

یہ حسینؑ نہین امیر عبید اللہ بن زیاد ہین "

نہ معلوم ان الفاظ مین کونسا اثر تھا کہ بڑھتے ہوئے قدم اور اُٹھے ہوئے ہاتھ اور مسرت آمیز ترانے سب موقوف ہوگئے اور سناٹا سا چھا گیا مجمع بھی منتشر ہوا اور جس وقت ابن زیاد دارالامارہ مین پہونچا ہے تو دس آدمیون سے زیادہ اُسکے ساتھ نہ تھے (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۰۰ و ۲۰۱)

اب ذرا فطری رجحانات پر غور کرتے ہوئے اہل کوفہ کے موجودہ باطنی اضطرابات کا اندازہ کرو، ایک تو اچانک حادثہ جو غیر متوقع صورت سے ظہور پذیر ہو وہ خود سنسنی پیدا کر دیا کرتا ہے، اُس پر یہ صورت حال کہ انھون نے اپنے ہاتھون اپنے خلاف جاسوسی کے فرض کو ادا کیا یعنی اپنے باطنی خیالات وجذبات اور حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ خلوص وعقیدت کو خود ابن زیاد کے سامنے بوقت ورود پیش کر دیا، اور ابن زیاد نے صاف ایک ایک کے چہرہ اور آواز کو پہچان رکھا ہے اور ابن زیاد وہ ہے کہ جس کی اور جس کے باپ کی تلوار کے نیچے بیس برس تک اس تمام خلقت کی گردنین اس طرح خم رہی ہین کہ جس کو چاہا گرفتار کیا، سولی پر لٹکا دیا یا جلاد کے ہاتھ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

سے اُس کی ذرگ گردن کو قطع کرادیا اور ایسے ہیبت ناک مناظر انہی ہاتھوں سے آنکھوں کے سامنے آچکے ہین جنکو سوچ کر اب تک رونگٹے کھڑے ہوجاتے اور دل ہلجاتے ہونگے اور اب وہی صورتین اپنے اور اپنی اولاد اور اعزاء اقارب کے لئے پیش نظر ہین، کیا یہ وجود ایسے نہ تھی جنکی بنا پر دل ودماغ معطل، توائے عمل سلب اور طاقتین مضمحل اور ہمتین پست ہوجاتین اور دلون پر عظیم خوف دہراس کا غلبہ ہوجاتا۔

عربستان مین ابتک یہ طریقہ موجود ہے اور مجھکو نہین معلوم دوسرے ممالک مین بھی اسکی نظیر پائی جاتی ہے یا نہین کہ بڑے شہرون مین ہر محلہ کا ایک مختار محلہ ہوتا ہے جو اُس محلہ کی مردم شماری، وارد وصادر، زائیدہ ومردہ،، شادی شدہ وغیر شادی شدہ وغیرہ امور کے تشریحات کا مقامی حکومت کی طرف سے ذمہ دار ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص اُس محلہ سے کسی جرم کا مرتکب ہو یا کہین مفرور ہو اسکی جواب دہی، بسراغرسانی کی ضمانت بھی اُسی سے تعلق رکھتی ہے۔

ابن زیاد نے مسجد جامع مین ایک تہدیدی تقریر کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ یہ کہ تمام محلات کوفہ کے ذمہ دار اشخاص کو جن سے عرافت یعنی مختاری محلہ کا منصب تعلق رکھتا تھا بلاکر یہ فرمان جاری کیا کہ جلد سے جلد ہر محلہ کی مردم شماری اور جو لوگ نو وارد ہین اُنکی فہرست اور جن لوگون سے

حکومت شام کو خطرہ ہے اُنکے نام ادارہ حکومت محتیہ مین پیش کر دیئے جائین اور اگر وہ کسی وجہ سے اُن ناموں کے تفصیل وار لکھنے سے معذور ہوں تو ضمانت داخل کرین کہ اُن کے محلہ مین سے کوئی متنفس بھی حاکم شام کی مخالفت پر آمادہ نہو گا اور اسکے خلاف ظاہر ہوا تو اوس مختار محلہ کو خود اُس کے گھر کے دروازہ پر سولی دی جائے گی اور اُس کے خاندان سے ہمیشہ کے لئے اس منصب کو علیحدہ کر لیا جائے گا۔ (طبری ص ۲۰)

یہ مضبوط تدبیر ایسی نہ تھی جس کی کامیابی مشتبہ ہو، کوفہ کا چپہ چپہ جو اسپیس و مخبرین کی کثرت سے غیر محفوظ نظر آنے لگا اور مارشل لا کے ایسے سخت قانون مین وہ تنبیہی طاقت نہین جو اس صورت سے پیدا ہوئی اسلئے کہ اب ہر شخص خاص اپنے محلہ مین ایک گھر سے دوسرے گھر جاتے ڈرتا جھجکتا اور اپنی جان کے خطرہ کا احساس کرتا تھا اور اس طرح دس آدمیوں پانچ آدمیوں کا بھی ایک جگہ جمع ہو کر کسی امر پر گفتگو کرنا اور کوئی قرارداد طے کرنا ناممکن ہو گیا۔

اس صورت حال کے بعد کوفہ کی رائے عام کا منقلب ہو جانا کوئی عجیب امر نہ تھا جبکہ اس اٹھارہ ہزار کی جمعیت مین جنھون نے بیعت کی تھی سب کے اندر کوئی مذہبی روح بھی کارفرما تھی جو اونکو سخت موقع کے لیے اپنی جان کو خطرات مین ڈالنے پر استقلال سے آمادہ رکھتی بلکہ اس جم غفیر کے

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

اتفاق و اجماع کی نوعیت وہی تھی جس کے اسباب کو کچھ ہی پہلے ہدیۂ ناظرین کیا جا چکا ہے۔

یہ پہلا وقت تھا کہ مسلم بن عقیل کو اپنی جان کے خطرہ کا اندازہ اور مقصد کی پامالی کا احساس ہوا، اب انکا صرف ایک فرض رہ گیا تھا کہ وہ حفاظت خود اختیاری کے اصول پر جہاں تک مقدور ہو اپنے تحفظ کے لئے احتیاطی تدابیر عمل میں لائیں، اسکے لئے انھیں مختار بن ابو عبیدہ کا مکان جس میں وہ اب تک مقیم تھے غیر محفوظ نظر آیا اس لئے کہ انکا قیام وہاں مشتہر ہو چکا تھا اور پھر اگر کوئی وقت آئے تو ان کی حمایت کرنیوالا بھی کوئی نہ ہوتا، مختار بن ابو عبیدہ شریف تو سہی لیکن صرف ایک زمیندار کی حیثیت رکھتے تھے کسی بڑے قبیلہ کے سردار نہ تھے اور پھر وہ خود آنے والے واقعات سے بیخبری کی حالت میں عبداللہ روز سے اپنے موضع پر گئے ہوئے تھے (طبری جلد ۷ صـ ۵۸)

لہذا مسلم نے اپنے لئے اس سے بہتر کوئی صورت نہ دیکھی کہ وہ غیر معلوم طریقہ پر ہانی بن عروہ کے گھر میں منتقل ہو جائیں اور ہانی کی تائید حاصل کر لینا مسلم کے لئے کوئی معمولی امر نہ تھا اس لئے کہ یہ قبیلہ مراد و مذحج کے سردار تھے اور جب نکلتے تھے تو بارہ ہزار آہن پوش سوار ہمراہ رکاب چلتے نظر آتے تھے۔

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

مسلم نے ہانی کے گھر میں پناہ لے کر ظاہری اسباب کی بنا پر اپنے تئیں بارہ ہزار شمشیرزن بہادروں کی آغوش میں ڈالدیا ہے کہ جو اُن کے حفظ جان و آبرو کی بہترین ضمانت ہو سکتی ہے۔

ہانی نے مسلم کو مخفی طور پر اپنے یہاں رکھا اور سوائے مخصوص افراد کے جو محل اعتماد تھے کسی کو اس راز کی اطلاع نہ تھی۔ افرادِ شیعہ کو جو اس تحریک کے بانی تھے اپنی ناکامیابی کا بھیانک منظر سامنے نظر آ گیا تھا لیکن وہ مستقل مزاجی کے ساتھ ایسی تدابیر میں مصروف تھے جن سے صورت حال کی اصلاح ہو سکے چنانچہ مسلم ابن عوسجہ اسدی حضرت مسلم کے معتمد خاص اور وکیل عام تھے کہ وہ آپ کی جانب سے مخفی طور پر لوگوں کی ہمدردی حاصل کریں اور اُن سے امام حسینؑ کی بیعت لیں اور ابوثمامہ صائدی امانت دار یا خزانچی کی حیثیت رکھتے تھے کہ جو کچھ اموال جمع ہوں اُن کو اپنی تحویل میں رکھکر اپنی صوابدید سے سلاح جنگ وغیرہ خرید کریں۔

معقل نے جو ابن زیاد کا غلام تھا ایک شیطانی مکر و تزویر کے ساتھ اظہار تشیع کر کے مسلم بن عوسجہ سے حضرت مسلم کے جائے قیام کا پتہ لگایا اور ابن زیاد کے پاس سراغ رسانی کی جسکی بنا پر ابن زیاد نے ہانی بن عروہ کے پاس ملاقات کا پیغام بھیجا۔

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہانی کو اُن تحفظات پر جو اُنھوں نے مسلم بن عقیل کے اخفا میں کی تھی
تھین کامل اعتماد تھا اور اسی غرور کا نتیجہ تھا کہ ابن زیاد کے دعوتی
پیغام پر اُن کے دل میں کسی قسم کا خطرہ نہ گذرا اور نہ اُنھوں نے اس موقع
پر اپنے بارہ ہزار بہادروں میں سے کسی ایک کو بھی واقعہ سے اطلاع دینے
کی ضرورت محسوس کی بلکہ خود تن تنہا ابن زیاد کے پاس چلے گئے راز منکشف
تھا اور واقعہ سے انکار بے سود اور اقرار کے بعد اپنے مہمان کو حوالہ کر دینے
سے انکار مشتعل کن، آخر بڑھے لیکن بات کے کہتے ہانی کا سر و چہرہ
خون میں رنگین نظر آیا اور ابن زیاد کے حکم سے وہ قید خانہ بھیجدیئے گئے

سردار بنی زبیدہ عمرو بن الحجاج ہانی بن عروہ کا برادر نسبتی تھا
اُسے اطلاع ہوئی کہ ہانی قتل کر ڈالے گئے تو وہ مذحج کے بہت سے زرہ پوش
سوار لیکر دارالامارہ پر چڑھ دوڑا اور تلواروں کی جھنکار گھوڑوں
کی ٹاپوں کی آواز نے ہانی کے دل میں رہائی کی توقعات پیدا کر دیئے
لیکن افسوس کہ شریح قاضی کی فہمائش اور اس کہنے سے کہ ہانی قتل
نہیں ہوئے ہیں بلکہ بعض مصالح سے ایک محدود زمانہ تک نظر بند
کر دیئے گئے ہیں وہ سب مطمئن ہو کر واپس گئے۔

حضرت مسلم کے لئے یہ موقع بہت سخت تھا، اُنکا پناہ دینے والا
وفادار اور مستقل مزاج بہادر ہانی بن عروہ اُن کی وجہ سے زدو کوب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی توہین آمیز تکلیف برداشت کر کے دشمن کے قیدخانہ مین ہے اور مسلم کے گرد گھر مین خاندان مراد کی عورتین یا عمرتاہ یا ثکلاہ کہکر نالہ و شیون کر رہی ہین۔

کیا اب بھی مسلم بن عقیل چھپے ہوئے بیٹھے رہتے یا اس خوف سے کہ یہان میرا قیام معلوم ہو گیا ہے کسی دوسرے قابل اعتماد شخص کے یہان جا کر مخفی ہو جاتے ہ لا واللہ اغیرت بنی ہاشم کا یہ تقاضا نہ تھا، آپ نے یہ طے کر لیا کہ اب نہین تو پھر مین بھی نہین۔

طبری نے صاف طور پر تصریح کی ہے کہ لم یکن خروجہ یوم خرج علی میعاد من اصحابہ انما خرج حین قیل لہ ان ھانی بن عروۃ المرادی قد ضرب وحبس "مسلم کا جنگ کے لئے نکلنا اپنے ساتھیون کی اطلاع کے بغیر تھا اور کوئی قرار داد اس دن کے متعلق نہ ہوئی تھی، وہ ایک مرتبہ اسوقت کھڑے ہو گئے جب ان کو معلوم ہوا کہ ہانی بن عروہ مرادی کو زد و کوب کے بعد قید کیا گیا ہے۔

(طبری جلد ۶ صہ ۵۸)

واقعہ کی ناگہانی حیثیت کو دیکھتے ہوئے اب یہ توقع تو کی ہی نہین جا سکتی کہ وہ ۱۸ ہزار بیعت کرنے والے سب ایک دم مین مسلم کے گرد جمع ہو جاتے اور جنگ مین انکے ساتھ شرکت کرتے اور پھر جبکہ کوفہ کے محلہ بھی ایک

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

دوسرے کے متصل نہیں بلکہ کافی فاصلہ رکھتے تھے۔ ہان یہ محلہ کہ جس مین مسلم کا قیام تھا کافی وسعت رکھتا تھا اور اُسی کے اطراف مین مسلم کے گرد اگرد چار ہزار آدمی موجود تھے اور مسلم کی طرف سے جو نہی "یا منصور امت" کا نعرہ بلند کیا گیا جو پہلے سے قرارداد کے مطابق اُن کا شعار یعنی امتیازی نعرۂ جنگ تھا تو اُس وقت شہر ماشری وہ چار ہزار آدمی مسلم کے پاس جمع ہوگئے لیکن اِس محدود وقت مین جبکہ جنگ کے پہلے سے کچھ آثار نہ تھے وہ شاہی منظم فوج سے کہان تک مقابلہ کے لئے طیاری کر سکے ہونگے اسکا فیصلہ ناظرین کی رائے پر ہے۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ ابھی مسلم قصر دار الامارہ تک پہونچنے نہ پائے تھے کہ وہ لوگ واپس جانا شروع ہوگئے اور پہونچتے پہونچتے صرف تین سو رہ گئے لیکن ابن زیاد اس خیال سے کہ مسلم کے ساتھ کوئی بڑی جمعیت ہے قصر کے اندر قلعہ بند ہوگیا اور مسلم نے بنی مراد کی ایک جماعت کو لئے ہوئے قصر کا محاصرہ کر لیا رفتہ رفتہ دوسرے لوگ بھی آتے گئے یہانتک کہ مسلم کے پاس کافی اجتماع ہوگیا اور ظہر سے شام تک برابر زد و خورد ہوتی رہی۔

موجودہ جمعیت کہ جو مسلم کے ساتھ محاصرہ مین شریک ہے

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com

http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

درحقیقت مختلف قبائل کے مخلوط مجموعہ کا نام ہے اور قبائل کی روح شیوخ و اشراف قبائل ہیں نہ جو ہمارے سابقہ بیانات کے مطابق حکومت وقت کے ہوا خواہ اور پابند فرمان ہیں اور ابن زیاد نے بروقت پیش بندی یہ کی ہے کہ آج صبح سے شیوخ و اشراف کو بلا کر اپنے پاس زیر حراست رکھ لیا ہے کہ اُن سے حسب موقع کام نکالا جا سکے

اب ابن زیاد نے پہلی تدبیر تو یہ کی کہ شہر کی ناکہ بندی کرادی یعنی چار راہوں اور عام راستوں پر پہرے بٹھلا دیئے کہ کوئی مسلم کی مدد کو نہ آسکے اور صورت واقعہ کی بنا پر یہ امر لازمی تھا کہ مسلم کی مدد کو آنے والے مجتمع حیثیت سے کسی لشکر کے ساتھ نہ آتے بلکہ اکا دکا جس کو خبر ہوتی جاتی وہ تنہا یا اپنے بھائی بندوں کی معیت میں مسلم کے ساتھ شرکت کے لیے آتا اور وہ فوراً گرفتار کرلیا جاتا۔ چنانچہ عبدالاعلےٰ بن یزید کلبی اپنے گھرانے کے کچھ نوجوانوں کو ساتھ لئے ہوئے آرہا تھا جس کو کثیر بن شہاب نے گرفتار کیا اور محلہ بنی عمارہ کی طرف سے عمارہ بن صلخب ازدی نے ہتھیار جسم پر آراستہ کرکے چاہا تھا کہ مسلم کے پاس آئیں لیکن محمد بن اشعث نے گرفتار کرلیا۔ یہ دونوں جانباز مسلم و ہانی کی شہادت کے بعد پسر زیاد کے حکم سے قتل کرڈالے گئے

(طبری جلد ۶ ص ۲۰۶)

اس طرح مسلم سے مختلف اطراف و جوانب کی مدد قطع ہوگئی۔ دوسری

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

جانب اشراف قبائل مامور ہوئے کہ وہ سطح دارالامارہ پر جاکر اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو پکار کر حکومت شام کی جانب سے تخویف وتہدید کریں اور مسلم کی شرکت سے علیحدہ ہونے پر مامور کریں چنانچہ ان لوگوں نے ہمدردانہ لہجہ میں قسمیں کھا کھا کر اپنے اپنے قبیلہ والوں کو یقین دلایا کہ عنقریب مرکزی حکومت شام کی جانب سے عظیم الشان فوجیں آنیوالی ہیں جن کے بعد تمہارا جان و مال و اولاد سب تلف ہو جائیگا۔

دمشق سے فوجیں آنے کی خبر ایسی نہ تھی جو اضطراب پیدا نہ کرے اس خبر سے ایک عام دہشت پیدا ہو گئی۔ حالت یہ تھی کہ

انّ المرأة كانت تأتي ابنها واخاها فتقول انصرف الناس يكفونك ويجيئ الرجل الى ابنه واخيه فيقول غدًا يأتيك اهل الشام فما تصنع بالحرب والشر انصرف فيذهب به

عورتیں اپنے باپ بھائی کے پاس آتی اور کہتی تھیں کہ چل نا اس سے چل دوسرے لوگ کافی ہیں اور باپ یا بھائی اپنے بیٹے بھائی کے پاس آ کر کہتا تھا کہ کل دمشق سے لشکر آجائے گا پھر تو کیا کرے گا۔ چل لڑائی سے کنارہ کشی کرکے اور مجبور کرکے اُسے اپنے ساتھ واپس لیجاتا تھا

(طبری ص ۲۰۸)

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

نتیجہ یہ ہے کہ مسلم تنہا رہ گئے اور آخر ایک خون ریز صف آرائی کے بعد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

اب شہر مین خوف و دہشت کی کامل عملداری اور رعب و ہیبت کا پورا دور دورہ تھا، لوگ گھرون سے نکلنا خطرناک سمجھتے تھے اور اس لئے چارون طرف سناٹا اور ہو کا عالم تھا اور ایک کو ایک کی خبر نہ تھی۔

انتہا ہے کہ وہی ہانی بن عروہ جن کے ہمراہ رکاب ۱۲ ہزار مسلح سوار ہوتے تھے اور جن کے قتل کی غلط خبر سننے پر دارالامارہ کھنچی ہوئی تلوارون کے حلقہ مین آگیا تھا آج مشکیں کسے ہوئے بازار مین لائے جا رہے ہین"

وہ پکار رہے ہین کہ وامذحجاہ ولامذحج لی الیوم وامذحجاہ و این منی مذحج "کہان ہین میرے قبیلہ والے بہادر بنی مذحج، ہائے نہیں آج میرے لئے مذحج نظر نہین آتے" لیکن کوئی ایک متنفس بھی انکی طرف رُخ کرتے دکھلائی نہین دیتا یہان تک کہ ابن زیاد کا غلام ترکی اپنی تلوار سے انکے سر و تن مین جدائی کر دیتا ہے

یہی عبرت خیز مناظر وہ ہین جو دنیا کی ہر حقیقت کو مجاز اور روایت کو اعتبار قرار دینے کا تخیل پیدا کر دیتے ہین اور جاہ و ثروت یا قوم و قبیلہ کی کثرت پر اعتماد کو غلط سمجھنے پر مجبور کرتے ہین۔

شیعیان اہلبیت اور حسین ع بن علی ع کے ہمدرد جو مٹھی بھر سے زیادہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

نہ تھے اس وقت عجب عالم میں تھے ، انکو چھپنے کے لئے گوشہ نہ ملتا تھی جنکا انا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ ابن زیاد کو معلوم تھا کہ عنقریب حسینؑ بن علیؑ تشریف لانے والے ہیں اور اگرچہ ہمتیں پست ہو چکی ہیں لیکن اُن کے آنے سے کہیں پھر انقلاب پیدا نہ ہو جائے لہذا اُس نے تلاش کر کے جن جن اشخاص سے اندیشہ ہو سکتا تھا اُنھیں قید کرنا شروع کیا چنانچہ مختار بن ابو عبیدہ ثقفی جو مسلم کے خروج کے موقع پر کوفہ میں موجود نہ تھے اور اُسی دن اطلاع پا کر آئے لیکن ایسے وقت پہونچے کہ مسلم کی جنگ ختم ہو چکی تھی اور عمرو بن حریث نے رایت امان بلند کیا تھا کہ جو شخص اسکے نیچے چلا آئے اُس کا جان و مال محفوظ ہے لیکن مختار کو امان نہ ملی اور وہ پا بزنجیر کر دیئے گئے اور اسی طرح عبداللہ بن حارث بن نوفل اور دیگر اشخاص ،

ادھر حاکم اعلیٰ یزید نے بھی مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر معلوم ہونے کے بعد ابن زیاد کو حسینؑ بن علیؑ کے قصد عراق پر مخصوص طور سے توجہ دلاتے ہوئے لکھا ۔

انہ قد بلغنی ان الحسین بن علی قد توجہ نحو العراق فضع المناظر والمسالح واحترس علی الظن وخذ علی التھمۃ

" مجھ کو خبر معلوم ہوئی ہے کہ حسینؑ بن علیؑ عراق کی طرف متوجہ ہو چکے ہیں

jabir.abbas@yahoo.com

اب تم ہوشیاری کے ساتھ جاسوس مقرر کرو اور سنگر بناؤ اور وہم و گمان بھی خطرہ کا ہو تو اس سے تحفظ کرو اور بدگمانی جس پر ہو اسے فوراً گرفتار کر لو

(طبری ص۲۱۵)

اب کیا تھا۔ قید و بند کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جیلخانے قیدیوں سے چھلکنے لگے اس سیاست کی نوعیت کا اندازہ ابن زیاد کی اس تقریر میں جو یزید کی ہلاکت کے موقع پر اس نے کی ہے اس فقرہ سے ہوتا ہے۔

وما ترکت لکم ذا ظنة اخاف علیکم الا وهو فی سجنکم۔ کوئی ایسا شخص نہیں جس پر گمان بھی ہو سکتا تھا کہ وہ حکومت کی مخالفت کریگا مگر یہ کہ وہ قید خانہ کے اندر ہے۔ (طبری جلد ۷ ص۱۸)

نیز اس گفتگو سے جو اس موقع پر جبکہ وہ بعد ہلاکت یزید بصرہ سے فرار ہو کر دمشق جا رہا تھا راستہ میں داؤد بن شریح یشکری سے کی ہے جسمیں اس نے کہا کنت اقول لیتنی کنت اخرجت اهل السجن فضربت اعناقهم میں ابھی اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ کاش میں نے اُن لوگوں کو جو قید خانہ میں بند تھے نکالکر گردن زدنی کا حکم دیدیا ہوتا (اسلئے کہ وہی لوگ بعد میں انقلابات کا سبب ہوئے) جلد ۷ ص۲۰

اس صورت سے حکومت کی طرف سے شہر کے داخلی حالات پر پورا قابو حاصل کر لیا گیا جس کے بعد کسی متنفس میں اتنی مجال نہ رہی کہ وہ مخالفت

Jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کا نام بھی زبان پر لائے۔ اب اس کی توجہ خارج کی طرف ہوئی کہ کہیں بصرہ
و مدائن اور دیگر اطراف کے لوگ رجحان شیعہ کافی تعداد میں ہیں آکر
کوئی دراندازی نہ کریں، نیز جب حسین بن علیؑ کے یہاں آنا قریب زمانہ میں تھا ہی
ان کے ساتھ کسی ساز و باز کے لئے کوئی جماعت باہر جانے نہ پائے۔

اس کے لئے حدود کی ناکہ بندی ہوئی اور قادسیہ میں جو حجاز و عراق و شام
کے خطوط سیر کا محل اجتماع تھا کئی ہزار سواروں کے ساتھ حصین بن تمیم کو مقرر
کیا گیا جو اب تک کوتوال شہر کی حیثیت رکھتا تھا اور واقصہ سے لیکر قطقطانہ
لعلع، اور خفان اور اطراف و جوانب میں جو شام اور بصرہ کے راستے تھے
اُن سب میں لشکر پھیلا دیا گیا یہاں تک کہ نہ کوئی شخص آسکتا تھا اور نہ باہر
جاسکتا تھا چنانچہ قیس بن مسہر صیداوی اور عبداللہ بن یقطر جو امام حسینؑ
کے فرستادہ اہل کوفہ کے نام خط لیجا رہے تھے وہ اسی قادسیہ میں پہونچ کر
حصین کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور خود حضرت سید الشہداء جب اُن حدود
میں پہونچے اور صحرائی عربوں سے حالات کو دریافت کیا تو انھوں نے کہا لا واللہ
ما ندری غیر انا لا نستطیع ان نلج ولا نخرج خدا کی قسم ہمیں اور کچھ نہیں
معلوم لیکن اتنا ہے کہ ہم نہ اندر جا سکتے ہیں اور نہ باہر نکل سکتے ہیں۔"

حر بن یزید ریاحی جو ایک ہزار کے لشکر سے امام حسینؑ کا سد راہ ہوا تھا وہ
بھی اسی فوج میں سے تھا کہ جو قادسیہ میں حصین کی سرکردگی میں مقرر تھی

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

یہ سب اسی لئے تھا کہ کوئی امام حسینؑ کی مدد کے لئے کوفہ سے نہ آسکے یا تک کو طرماح بن عدی اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ جب کوفہ سے غیر معروف راستہ سے آکر امام حسینؑ کے ساتھ ملحق ہوئے ہیں اُسوقت حر نے آکر حضرت سے کہا کہ "یہ لوگ جو اہل کوفہ میں سے ہیں آپ کے ساتھ ملکر نہیں آئے ہیں لہذا میں انکو گرفتار کرتا ہوں یا کوفہ واپس جانے پر مجبور" لیکن حضرت کے اس فرمانے پر کہ "اب جبکہ یہ میرے پاس پہونچ گئے ہیں تو میرے اصحاب وانصار میں داخل ہیں اور اب انکی حفاظت مجھ پر فرض ہے لہذا ممکن ہے کہ میں ان کو تمھارے سپرد کر دوں" اُسکو ساکت ہونا پڑا

(طبری جلد ۶ صفحہ ۲۳۰)

اس موقع پر کہ جب امام حسینؑ کربلا میں پہونچ چکے تھے خود ابن زیاد نے کوفہ سے نکل کر نخیلہ میں اپنا مرکز قرار دے لیا تھا اور وہیں افواج کا معائنہ ہوتا تھا اور اُنھیں ترتیب دیکر کربلا روانہ کیا جاتا تھا۔

(تصدیق کے لئے دیکھو طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۰)

وہ لوگ جو ابن زیاد کی طرف سے روانہ کئے جاتے تھے اُن میں سے بعض امام حسینؑ سے جنگ کو ناپسند کرتے ہوئے لشکر سے نکلکر کوفہ واپس جاتے تھے جس کے لئے ابن زیاد نے سوید بن عبدالرحمٰن منقری کو کچھ سواروں کے ساتھ کوفہ روانہ کیا کہ جو ایسا شخص وہاں ملے اُس کو گرفتار کر کے روانہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کیا جائے۔ سوید نے ایک شخص کو اہل شام میں سے جو کوفہ کسی اپنے ذاتی معاملہ سے لئے آیا تھا گرفتار کرکے ابن زیاد کے پاس بھیجا اور اس نے ہیبت دائم کرنے کے لئے اُس کو قتل کرا دیا جس کے بعد وہ تمام لوگ جو ٹھہر گئے تھے نکلکر کربلا روانہ ہوگئے

(الاخبار الطوال ص ۲۵۴)

ان اہتمامات سے صریحی طور پر چند نتیجے مرتب ہوتے ہیں۔

(۱) کوفہ کی جماعت شیعہ میں جتنے کہ ہمدرد بنے ہوئے تھے اور جنکو نصرت کا خیال ہوسکتا تھا ایک کثیر تعداد پا بزنجیر کرلی گئی تھی اور اس طرح نہ معلوم کتنے باہمت اور بہ جگر اشخاص ہونگے جو اگر باہر ہوتے تو اپنی جان حسینؑ پر سے نثار کرتے لیکن اس موقع پر وہ تاریک و تار زندانوں میں مقید تھے۔

(۲) حدود کی ناکہ بندی اور راستوں کے انسداد نے کوفہ کے بیرونی سے اشخاص کے لئے جن میں جذبہ نصرت حسینؑ ہوسکتا تھا حضرتؑ تک پہنچنے کو دشوار بنا دیا تھا اور اگر وہ آنے کا قصد کرتے بھی تو یقیناً نخیلہ میں کہ جو بالکل کوفہ کے کنارے پر کربلا کے راستہ میں تھا گرفتار کرلئے جاتے یا آگے بڑھ کر قادسیہ وخفان و قطقطانہ و لعلع وغیرہ کی منزل پر وہ دستگیر ہوجاتے۔

(۳) ابن زیاد کی طرف سے یہ اہتمام تھا کہ کوئی جنگ آزما شخص کوفہ میں ایسا باقی نہ رہ جائے جو حسینؑ کی جنگ کے لئے نہ نکلے اور اس طرح امن نزاد

jabir.abbas@yahoo.com

کے لئے جو حسینؑ کے مقابلہ سے نفرت کرتے تھے اس جرم سے حفاظت بھی باعث جان و مال کی ضامن بنکتی تھی۔

لیکن باوجود ان دشواریوں کے، ان ہمت شکن مشکلات کے، ان طاقت فرسا مصائب کے ہم دیکھتے ہیں کہ وہ افراد شیعہ جو حسینی دعوت کے بانی و مبلغ اور اس تحریک کے داعی و مروج تھے جنھوں نے وفاداری کا اقرار اور جانبازی کا عہد کیا تھا وہ کسی نہ کسی طرح حسینؑ بن علیؑ تک پہنچ گئے اور اپنی جانیں اُنکے قدموں پر نثار کر دیں

یاد کرو وہ وقت کہ جب مسلم بن عقیل نے امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا تھا تو کون لوگ تھے اُس وقت تقریر کرکے عہد نصرت فداکاری کرنے والے بیشک وہ تین آدمی تھے عابس بن ابی شبیب شاکری۔ حبیب بن مظاہر سعید بن عبداللہ حنفی۔

کون تھا مسلم بن عقیل کا وکیل و نائب اور رازداری کے ساتھ حسینؑ کی بیعت لینے والا؟ یقیناً وہ مسلم بن عوسجہ اسدی تھے۔

کون تھا مسلم کے ادارہ اسلحہ کا منتظم اور جمع اموال کا مؤتمن و معتمد؟ بلاشبہہ وہ صرف ابوثمامہ صیداوی تھے۔

پھر کیا یہ وہ لوگ نہیں ہیں جنھوں نے ثبات قدم و استقلال کے ساتھ آخر نفس تک حسینؑ کا ساتھ نہیں چھوڑا اور آخر اُنکی لاشیں حسینؑ کی قدموں پر

خاک وخون میں تڑپتی ہوئی نظر آئیں۔

ان کے علاوہ بھی حسینی جماعت میں زیادہ تر کوفہ کے شیعہ تھے جیسے بریر بن خضیر حافظ قرآن مجید جنکو دیکھکر لشکر عمر سعد میں کہا گیا تھا ان ھذا بریر بن خضیر القاری الذی کان یقرأنا القرآن فی المسجد "یہ تو وہی بریر بن خضیر ہیں جو ہم کو مسجد میں بیٹھکر قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے" (طبری جلد ۶ صفحہ ۲۴۷)

اور انس بن حارث اسدی صحابی رسول جنکا تذکرہ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ میں اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں کیا ہے، ابن اثیر کا قول ہے کہ۔

عداده فی الکوفیین وکان جاء الی الحسین ع عند نزوله فی کربلاء والتقی معہ لیلا فیمن ادرکتہ السعادۃ

"انکا شمار اہل کوفہ میں ہے اور یہ امام حسینؑ کی خدمت میں پہونچے تھے اس وقت جب آپ کربلا میں اتر چکے تھے اور شب کے وقت حضرت کے پاس پہونچے ان لوگوں کے ذیل میں جنکے بخت نے یاوری کی تھی۔

اور نافع بن ہلال جملی جو کوفہ کے قبیلۂ مذحج سے تھے، وحنظلہ بن سعد شبامی اور یزید بن زیاد بن مہاصر ابو الشعثاء کندی اور مجمع بن عبد اللہ عائذی اور عائذ بن مجمع اور عمر بن خالد صیداوی اور جنادہ بن حارث

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہمدانی اور سوید بن عمرو بن ابی المطاع خثعمی اور موقع بن ثمامہ اسدی
صیداوی اور سیف بن حارث بن سریع ہمدانی اور مالک بن عبداللہ بن
سریع اور سوار بن منعم ہمدانی اور عمر بن قرظہ انصاری اور نعیم بن عجلان
انصاری اور عبداللہ بن بشر خثعمی اور حارث بن امرأ القیس کندی اور
بشر بن عمر کندی اور عبداللہ بن عروہ و عبدالرحمن بن عروہ غفاریین
اور عبداللہ بن عمیر کلبی اور سالم بن عمرو کلبی اور مسلم بن کثیر ازدی اور
رافع بن عبداللہ ازدی اور قاسم بن حبیب ازدی اور زہیر بن سلیم ازدی
اور نعمان بن عمرو و حلاس بن عمرو ازدیین اور مسعود بن حجاج تیمی اور بکر بن حی تیمی
اور جوین بن مالک تیمی اور عمر بن ضبیعہ تیمی اور حباب بن عامر تیمی اور
امیہ بن سعد طائی اور ضرغام بن مالک تغلبی اور کنانہ بن عتیق تغلبی اور
قاسط بن زہیر و کردوس بن زہیر و مقسط بن زہیر تغلبیین اور جبلہ
بن علی شیبانی وغیرہ

یہ تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جان پر کھیل کر عہد وفا کو پورا کرنے
کے لئے اپنے تئیں کسی نہ کسی طرح حسینؑ کے قدموں تک پہنچا دیا لیکن جو لوگ
شیعی جماعت میں سے حسینؑ بن علیؑ کی نصرت کے لئے نہ پہونچے یا نہ پہونچ سکے
اُن میں سے بھی کسی متنفس کا حسینؑ کے مقابلہ میں کربلا میں موجود ہونا پایا نہیں
جاتا بلکہ تاریخی نصوص و شواہد متفقہ طور پر اُن کو قاتلان امام حسینؑ سے علیحدہ

jabir.abbas@yahoo.com

بتلا رہے ہیں۔ امام محمد بن جریر طبری کا بیان ہے۔

لما قتل الحسین بن علی ورجع ابن زیاد من معسکرہ بالنخیلۃ فدخل الکوفۃ تلاقت الشیعۃ بالتلاوم والتندم ورأت انہا قد اخطأت خطأ کبیرا بدعائہم الحسین الی النصرۃ وترکہم اجابتہم لم ینصروہ ورأوا انہ لا یغسل عارہم والاثم عنہم فی مقتلہ الا بقتل من قتلہ او القتل فیہ

"جب حسینؑ بن علیؓ قتل ہو گئے اور ابن زیاد اپنے لشکرگاہ سے جو نخیلہ میں قرار دیا گیا تھا واپس جا کر کوفہ میں داخل ہوا تو شیعوں نے ایک دوسرے سے ملاقات کر کے ایک دوسرے پر ملامت اور اپنی کمزوری پر ندامت کا اظہار شروع کیا اور وہ سمجھے کہ ہم سے بڑا جرم ہوا کہ ہم نے حسینؑ کو نصرت کے وعدہ پر دعوت دی مگر جب وہ آئے تو ہم اُنکی نصرت کو نہ گئے اور وہ ہمارے پڑوس میں قتل کر ڈالے گئے اور ہم نے کچھ اُنکی مدد نہ کی اور اُنھوں نے دیکھا کہ یہ عار و ننگ ہم سے دور نہیں ہو سکتا۔ مگر اس طرح کہ ہم اُن لوگوں کو جو اُن کے قتل میں شریک ہوئے ہیں قتل کریں یا خود اس سلسلہ میں اپنی جانیں نثار کر دیں۔ (طبری جلد ۷ صـ ۴۷)

کیا اس عبارت سے صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتا کہ شیعہ جماعت تا تلان

Presented by: Rana Jabir Abbas

امام حسینؑ کی جماعت سے جداگانہ تھی اور پہلی جماعت پر جو الزام ہے وہ یہ کہ انھون نے مدد نہین کی اور دوسری جماعت وہ ہے جسکے قتل کردہ اپنے جرم کا کفارہ سمجھتے ہین۔

پھر سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر اجتماع ہوا اور اس موقع پر مسیب بن نجبہ نے جو تقریر کی ہے وہ یہ ہے کہ "ہم بہت اپنی صداقت پر ناز رکھتے تھے اور اپنی جماعت شیعہ کی مدح و ثنا کیا کرتے تھے لیکن خدا نے ہمارا امتحان لیا اسوقت معلوم ہوا کہ ہمارے دعوے غلط ہین۔ ہم نے حسینؑ کو دعوت دی، اُنکے پاس پیغام بھیجے کہ آئیے ہم مدد کرینگے لیکن جب وہ آئے تو ہم نے اپنی جانون کو چھپایا یہان تک کہ وہ ہمارے پڑوس مین قتل ہو گئے، نہ ہم نے اپنے ہاتھون سے اُنکی نصرت کی اور نہ اپنی زبان سے اُنکی حمایت کی اور نہ اموال سے اُنکو تقویت پہنچائی اور نہ اپنے قبیلہ کو اُنکی نصرت پر آمادہ کیا، اب خدا و رسول کو کیا جواب دینگے جبکہ ہمارے ملک مین فرزند رسولؐ قتل کر ڈالا گیا۔ بیشک ہمارا کوئی عذر سننے کے قابل نہین لیکن اب یہ موقع ہے کہ اُن کے قاتل کو اور جن لوگون نے اُن کے قتل مین شرکت کی ہے اُنھین قتل کرین یا اسی سلسلہ مین اپنی جانین نثار کردین (ص۴۵)

یہ بھی صحیح طور پر اسکی دلیل ہے کہ قاتلان حسینؑ یا قتل حسینؑ مین شرکت

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

کرنے والی جماعت جماعت شیعہ سے کوئی تعلق نہ رکھتی تھی

اس کے بعد جبکہ سلیمان بن صرد اس جماعت کے قائد اعظم کی حیثیت سے منتخب ہو گئے تو انھوں نے جو تقریر کی ہے اور جس کو وہ برابر ہر جمعہ میں دہرایا کرتے تھے اس کا مختصر اقتباس یہ ہے کہ

انا کنا نمد اعناقنا الی قدوم آل نبینا و نمنیهم النصر و نحثهم علی القدوم فلما قدموا و نینا و عجزنا و ادهنا و تربصنا و انتظرنا ما یکون حتی قتل فینا ولد نبینا و لد نبینا و سلالته و عصارته و ابضعة من لحمه و دمه اذ یستصرخ و یسأل النصف فلا یعطاه اتخذه الفاسقون غرضا للنبل و دریة للرماح حتی اقصدوہ۔

ہم لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر اشتیاق کے ساتھ اہلبیت رسولؐ کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور انکو نصرت کی امیدیں دلاتے تھے اور آنے پر آمادہ کرتے تھے لیکن جب وہ آئے تو ہم نے کمزوری کی اور عاجز رہے اور سستی کو کام میں لائے اور منتظر رہے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے یہانتک کہ ہمارے پاس میں اور ہمارے قریب ہی فرزند رسولؐ قتل کر ڈالے گئے جبکہ وہ فریاد کر رہے تھے لیکن کوئی انصاف سے کام نہ لیتا تھا، فاسقین کی جماعت نے ان کو اپنے تیروں کا نشانہ اور نیزوں کا سر مشق بنا لیا یہانتک

jabir.abbas@yahoo.com

کر ڈالا (ص ۱۷۹)

اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ کوفہ ہی میں رہ گئے تھے اور قتل حسینؑ میں شرکت کرنے والی جماعت قاتلین ان سے جداگانہ ہے۔

پھر دوسری جگہ ہے کہ جب یزید ہلاک ہوا اور سلیمان بن صرد کے پاس شیعی جماعت کے بہت سے افراد نے آکر کہا کہ اس وقت حکومت کے ارکان میں تزلزل ہے یہی موقع ہے کہ ہم انتقام کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور انکے قاتلوں کو جن چن کر قتل کریں اس وقت سلیمان نے جو تقریر کی وہ یہ ہے۔

انی قد نظرت فیما تذکرون فرأیت ان قتلة الحسین هم اشراف اهل الکوفة و فرسان العرب و هم المطالبون بدمه و متی علموا ما تریدون و علموا انهم المطلوبون کانوا اشد علیکم و نظرت فیمن تبعنی معکم فعلمت انهم لو خرجوا لم یدرکوا ثارهم و لم یشفوا انفسهم و لم ینکوا فی عدوهم و کانوا لهم جزرا ولکن بثوا دعاتکم فی المصر الخ

"میں نے اس معاملہ میں غور کیا تو یہ دیکھا کہ قاتلان حسینؑ کوفہ کے سر برآوردہ اشخاص و شیوخ و اشراف قبائل ہیں اور انہی کے اوپر حسینؑ کے قتل کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور جب انہیں تم لوگوں کے ارادہ کی خبر ہوگی اور یہ معلوم ہوگا کہ اس کا اثر ان پر پڑیگا تو وہ سختی سے تمہاری مخالفت پر آمادہ ہو جائینگے اور میں نے اندازہ

Presented by: Rana Jabir Abbas

یا ان لوگوں کا جو سیراب کر دینے پہ آمادہ ہیں تو معلوم ہوا کہ ان کی تعداد بہت ہے کہ انکے خروج کرنے سے نہ تو انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ سعد حسن بن اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہونچ سکتا ہے کیا یہ لوگ سعد بن کی طرح کاٹ ڈالے جائیں گے لیکن مناسب یہ ہے کہ تم اپنے دعاۃ و مبلغین اطراف و اکناف میں روانہ کرکے لوگوں کو اپنی موافقت پہ آمادہ کرو (طبری جلد ۵ ص ۵۱)

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قتل حسین کے ذمہ دار اشخاص شیوخ و اشراف قبائل تھے جنکی مذہبی حقیقت مختصر طور پر ہم سابق میں واضح کر دی اور یہ کہ جماعت شیعہ کا ان سے کوئی تعلق نہ تھا نیز اس شیعی جماعت کی جو کوفہ میں موجود تھی تعداد بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ وہ کوئی نمایاں حیثیت نہ رکھتی تھی۔ پھر وہ تقریر جو عبید اللہ بن عبد اللہ مری کی زبان سے تاریخ میں درج ہوئی ہے یہ بھی ہے کہ نقتلہ عدوہ وخذلہ ولیہ فویل للقاتل وملامۃ للخاذل ان اللہ لم یجعل لقاتلہ حجۃ ولا لخاذلہ معذرۃ الا ان یناصح اللہ فی التوبۃ فیجاھد القاتلین وینابذ الفاسطین۔

فرزند رسول کے لئے دشمن قتل کرنے پر آمادہ ہوگئے اور دوستوں نے انکی مدد نہ کی لہٰذا عذاب کے مستحق ہیں انکے قاتل اور سرزنش کے لائق ہیں انکے چھوڑ دینے والے نہ انکے قاتل کے لئے خدا کے یہاں کوئی حجت ہو اور نہ انکے بے مددگار چھوڑنے والوں کا کوئی عذر قابل سماعت ہو۔ مگر یہ کہ وہ

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اب سچے دل سے توبہ کرکے اُنکے قاتلوں سے جہاد کریں اور ظالموں سے جنگ کریں وہ وقت کہ جب یہ لوگ بعزم جہاد کوفہ سے کربلائے معلی آگئے ہیں اس موقع پر مثنی بن مخربہ نے جو تقریر کی تھی اُس میں یہ فقرات قابل توجہ ہیں۔

قد قتلهم قوم نحن لهم اعداء ومنهم براء وقد خرجنا من الديار والاهلين والاموال ارادة استيصال من قتلهم

حسینؑ و انصار حسینؑ کو ایک ایسی جماعت نے قتل کیا جنکے ہم دشمن اور جس سے ہم بیزار ہیں اور اب ہم اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر اپنے گھر سے اس لئے نکلے ہیں کہ اُنکے قاتلوں کے رگ وریشہ کو فنا کر دیں (ص ۲۷)

اِن تاریخی نصوص وشواہد سے آفتاب کی طرح روشن ہو جاتا ہے کہ جماعت شیعہ میں سے کوئی شخص بھی قتل امام حسینؑ کے لئے کربلا میں موجود نہ تھا۔

بیشک، پھر جو سب سے بڑا جرم عائد ہو سکتا ہے جس کے وہ خود معترف تھے وہ نصرت حسینؑ سے کنارہ کشی کرنا اور حضرت پر اپنی جانیں نثار کر دینے میں کوتاہی کرنا اگرچہ یہ جن اسباب وعلل اور مشکلات وموانع پر مبنی تھا اُنکو کافی توضیح کے ساتھ حوالۂ قلم کیا جا چکا ہے پھر بھی ہم اس کو جرم تسلیم کرنے پر تیار ہیں لیکن اس جرم سے سنگین تر نہیں کہ رسولؐ کو میدان جنگ میں دشمنوں کے نرغہ میں تنہا چھوڑ کر اپنی جان کی حفاظت کے لئے فرار کریں اور حضرت عثمان کو جو دار الخلافہ اور مرکز حکومت مدینہ منورہ کے اندر مصر سے آئی ہوئی فوجوں کے حلقہ

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

اندر محصور چھوڑ کر تماشا دیکھتے رہیں اور اوکے قتل ہو جانے کے تین دن بعد تک انکی لاش دفن کرنے کی بھی جرأت نہ کریں۔

یاد رہے کہ رسول اکرمؐ کے ساتھ صحابہ کرام میں سے جنگ احد میں دس آدمی بھی نہ رہے تھے اور جنگ حنین میں بارہ سے زیادہ لڑائی میں نہ ٹھہرے تھے اور یوم الدار حضرت عثمان کی مدد کے لئے انکی اٹھنے والی جماعت میں سے بیس آدمی بھی جان نثار دکھلائی نہ دیتے تھے لیکن فرزند رسول حسینؑ بن علیؑ کے ساتھ جماعت شیعہ میں سے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر کم از کم چون آدمی جانیں قربان کرنے والے نکل آئے تھے۔

کیا اسکے بعد بھی غیرت کا تقاضا ہے کہ جماعت شیعہ کو حسینؑ کی نصرت مین کوتاہی کا طعنہ دیا جائے یا اس سے بڑھ کر ان پر قتل حسینؑ کا غلط اور بے بنیاد الزام لگایا جائے۔ والسّلام

علی نقی النقوی عفی عنہ
محرم سنہ ۱۳۵۱ھ

لکھنؤ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

ضمیمہ

قاتلان حسینؑ کی رشتہ داری کی بہانے

یا

قاتلان حسینؑ کو شیعہ کہنے والوں کے دلائل

خیالات کا اختلاف اگر صداقت و حقیقت پر مبنی ہو تو اُنکا ایک نقطہ اتحاد پر مجتمع ہو جانا کوئی دشوار نہیں، با اصول اور آئینی بحث و تحقیق اور دل نشین ادلہ و براہین کی مقناطیسی کشش یقیناً انصاف کی شرط کے ساتھ مختلف آراء و افکار کو ایک صحیح مرکز پر لا سکتی ہے لیکن جب خیالات جذبات کے ماتحت اور اقوال سخن پروری و تعصب نفسانی کے پابند ہوں تو اونکی شکست کبھی شکست نہیں قرار پاتی، باطل شکن دلائل کی ہزار زد ون پر آنے کے بعد اُنکی تیوریوں پر بل نہیں آتے گویا گردھی کہ جو جھڑ گئی۔ مرغ کی ایک ٹانگ کے بجائے دو ٹانگیں ہو جائیں نا ممکن ہے۔ اس قسم کے خیالات

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

کی پہچان یہ ہے۔

(۱) اکثر دلائل میں مصادرہ علی المطلوب کی جھلک نمایاں ہو یعنی الٹ پھیر کرکے خود دعوے کو دلیل میں پیش کردیا جاتا ہو۔

(۲) کہی ہوئی باتوں کو جنکا جواب ہوچکا ہے الفاظ کو ادل بدل کے پھر پیش کردیا جائے تاکہ گفتگو کا سلسلہ قطع نہ ہو اور عوام کی نظروں میں انکی کم مائگی و تہیدستی کا مظاہرہ نہ ہونے پائے۔

(۳) سلسلہ بحث میں خواہ مخواہ خارج از بحث باتوں کو چھیڑ کر عام افراد کے دماغوں کو الجھانے کی کوشش کی جائے تاکہ وہ اصلی نقطہ بحث کے متعلق صحیح رائے سہولت سے قائم نہ کرسکیں۔

(۴) علمی و مذہبی باتوں میں ذاتیات کا سوال درمیان میں لاکر اور مخاطب کی شخصیت پر حملہ کرکے محاذ جنگ کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔

(۵) عقل و منطق اور تاریخ و حدیث کے قطعی ادلہ سے کنارہ کشی کرکے خطابیات کے دامن میں پناہ لی جائے اور عوام کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھا کر ایسی سطحی باتیں پیش کردی جائیں جن پر جاہل عوام امنا وصدقنا کہہ دیں چاہے حقیقت شناس اور باخبر افراد اُن کو کتنا ہی سُبک اور غیر وقیع خیال کریں۔

قاتلان حسینؑ کو شیعہ بنانے کے جو دلائل ہمارے پیش نظر ہیں اُن میں ایسی ہی

jabir.abbas@yahoo.com

عناصر کار فرما ہیں اور یہ خصوصیات اُن میں نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں جس کا احساس باخبر افراد خود کر سکتے ہیں۔

ان دلائل کا مناظرانہ جواب تو قوم کے مناظرین کا حق ہے جس کو وہ خوب ادا کر رہے ہیں لیکن میں تو اپنے مسلک کا پابند رہتے ہوئے جو مناظرہ سے تعلق نہیں رکھتا ان دلائل پر ایک اجمالی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ یہ دلائل ایک بحث کے محققانہ فیصلہ کے لئے کہاں تک کام آ سکتے ہیں۔

پہلی دلیل "نہج البلاغہ کے وہ اقتباسات جن میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کی بیوفائی اور بدسلوکی کا اظہار فرمایا ہے اور اُن کی شکایت کی ہے، اُنکو نافرمان، بے وفا، بزدل، خائن، مفسد، حیلہ ساز، بدعہد، ناقابل اعتماد، بے غیرت وغیرہ وغیرہ اوصاف سے موصوف فرمایا ہے پھر جب شیعوں کی یہ حالت ہو تو انسے قتل حسینؑ کیا مستبعد ہے جو لوگ حضرت علیؑ کے ساتھ یہ برتاؤ کر سکتے ہیں وہ امام حسینؑ کے ساتھ بدرجۂ اولیٰ اوس سے بڑھ کر کر سکتے ہیں"

اس استدلال کی منطقی کمزوری اور اساسی بے بنیادی سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اس غلط فہمی پر توجہ کرو کہ امیر المومنینؑ نے جن لوگوں کی مذمت فرمائی ہے وہ شیعہ تھے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

اور لطف یہ ہے کہ یہ شائع کیا جا رہا ہے ہمارے رسالہ "قاتلان حسینؑ کا مذہب" کے دوسرے ایڈیشن کے بعد جس میں ایک مستقل باب "عام اہل کوفہ کا مذہب" کے عنوان سے درج کیا جا چکا ہے۔

اب رسالہ کا تیسرا ایڈیشن تمہارے سامنے ہے، اس میں نکال کر اس باب کا مطالعہ کرلو اور پھر خیال کرو کہ اس جواب کے بعد اس سوال کا دہرانا دینی استدلالی بے مائیگی کا ثبوت دینا نہیں تو کیا ہے؟ ہم اس میں ہم نے بہت سلجھے ہوئے الفاظ میں دو تنقیحیں قائم کر دی ہیں۔

(۱) حضرت علیؑ کی بیعت کر کے آپ کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہونے والوں نے آپ سے رسولؐ کے بعد بحیثیت وصی برحق و خلیفہ بلافصل بیعت کی تھی یا پہلے دوسرے تیسرے کے بعد بحیثیت خلیفہ رابع کے؟

(۲) حضرت علیؑ کو خلیفۂ چہارم ہونے کی حیثیت سے امام تسلیم کرنے والا کس مذہب کا شخص ہوسکتا ہے؟

دونوں باتوں کا جواب ظاہر ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت علیؑ کو ظاہری خلافت کے دور میں چوتھے ہی درجہ پر تسلیم کیا گیا تھا اور آپ کے ساتھی بحیثیت خلیفۂ رابع ہی کے آپ کی اطاعت کے فرض کو انجام دے رہے تھے اور یہ بھی واضح ہے کہ حضرت امیرؑ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ سمجھنے کا عقیدہ مذہب

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

اہل سنت سے تعلق رکھتا ہے اب بتلاؤ کہ حضرت علیؑ کو اپنے صحابہ سے جو شکایتیں پیدا ہوئیں اور جو افسوسناک صورتیں پیش آئیں اُنکی ذمہ داری کس جماعت کی طرف عائد ہوتی ہے؟

خود نہج البلاغہ میں حضرت امیرالمومنینؑ نے جس طرح اپنے ساتھیوں کی شکایتیں کی ہیں اور اُن سے طرح طرح کی بیزاری کا اظہار کیا ہے اُسی طرح اُنکے مذہب پر بھی روشنی ڈالدی ہے اور بتلا دیا ہے کہ وہ آپکی ہوا خواہی کا دم کس عقیدہ کی بنا پر بھرتے تھے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نہج البلاغہ مطبوعہ مصر محشی بحاشیہ مفتی دیار مصر شیخ محمد ابن عبدہ ج ۲ ص ۲

انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للشاہد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوریٰ للمھاجرین والانصار۔

"میری بیعت کی انہی لوگوں نے جنھوں نے بیعت کی تھی ابوبکر و عمر و عثمان کی اُسی اصول کی بنیاد پر جس پر اُنکی بیعت کی تھی لہٰذا اُس اصول کے لحاظ سے موقع پر موجود رہنے والے کو دوبارہ نظر ثانی کا حق نہ تھا اور نہ ایسے شخص کو جو موجود نہ تھا اُس فیصلہ کو مسترد کرنے کا حق پیدا ہو سکتا ہے اور شوریٰ مہاجرین و انصار کے ساتھ مخصوص ہے"۔

اب تو امیرالمومنینؑ کے ساتھ والوں کا مذہب بے نقاب ہو گیا اور معلوم

Presented by: Rana Jabir Abbas

ہوا کہ وہ شکایتیں اور مذمتیں جو آپ نے اپنے اصحاب کی فرمائی ہیں غیبی افراد سے کوئی تعلق نہیں رکھتیں اسی سے۔

دوسری دلیل کی حقیقت بھی ظاہر ہو جاتی ہے جس کو بڑے شد و مد سے حضرت امام حسن کے ساتھ شیعوں کی بدسلوکی کی سرخی سے پیش کیا جاتا ہے اور اس کا خلاصہ یہ ہو کہ جناب امیر کی شہادت کے بعد جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر لی تو آپ کے ساتھیوں میں انتہائی اضطراب پیدا ہو گیا اور آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں اور اس بنا پر حضرت نے بھی انکی مخالف الفاظ میں شکایت کی ہو اور انکے مظالم کا تذکرہ کیا ہو پھر جن لوگوں نے حضرت امام حسنؑ کو ایسی ایذائیں دیں اور انکے قتل کے لئے تیار ہوئے۔ اُن کو خنجر مارا انکو پکڑ کر حضرت معاویہ کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کیا انکا خیمہ لوٹا۔ انکی لونڈیوں کے زیورات لے لئے ایسے امام حسینؑ کے قاتل کو شیعہ کہنا کہاں تک صحیح ہوسکتا ہی۔

بیشک کچھ مستبعد نہیں ہوسکتا لیکن امام حسنؑ کے ساتھ اس قسم کے سلوک کرنے والے کون تھے؟ وہ وہی تھے کہ جنھوں نے حضرت امیرؑ کے دل کو لہو کر دیا تھا اور جنکو حضرت نے نافرمان بیوفا حیلہ ساز بدعہد ناقابل اعتماد وغیرہ وغیرہ اوصاف سے موصوف فرمایا ہو اور جنکے مذہب کو خود حضرت نے یا لیتنا لقوم الذین بایعوا ابابکر و عمر و عثمان علی ما بایعوھم علیہ کی لفظوں میں صاف صاف ظاہر فرما دیا ہے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

حضرت امام حسنؑ کا بعض مواقع پر یہ ارشاد کہ ھؤلاء یزعمون انھم لی شیعۃ (انہیا دعوی می کنند کہ شیعہ من اند) "ان لوگوں کا دعوی ہے کہ یہ لوگ میرے شیعہ ہیں کسی طرح انکے تشیع کا مظہر نہیں ہے۔

جب علامہ ابن حجر مکی ایسا فرقہ شیعہ کی مخالفت کا علمبردار بزرگ صواعق محرقہ میں تمام اُن احادیث کو جو شیعیان علی اور شیعیان اہلبیت کے متعلق وارد ہوے ہیں اپنی جماعت پر منطبق کرتا ہے یہ کہکر کہ شیعہ علی اور شیعہ اہلبیت حقیقتہً ہم ہیں اور بس تو پھر اسی صورت سے اصحاب امام حسنؑ اپنے تئیں اگر شیعہ امام حسنؑ کہتے ہوں تو کیا تعجب ہے۔

تیسری دلیل اصحاب ائمہ ہمیشہ ائمہ کو ایذا پہونچاتے رہے۔ زرارہ نے کتاب علی کو دیکھکر اُس کو باطل کہا۔ امام محمد باقرؑ کی نسبت جسارت آمیز الفاظ استعمال کئے، امام جعفر صادقؑ نے اُنکو جھوٹا کہا اور اُنپر لعنت کی اور اُنھوں نے امام جعفر صادقؑ کی نسبت نازیبا الفاظ کہے ابو بصیر نے امام جعفر صادقؑ پر طمع و حرص کا الزام لگایا، ربیع نے امام جعفر صادقؑ کو منصور خلیفۂ عباسی کے پاس قتل کے لئے حاضر کیا، مامون رشید نے جو کہ شیعہ تھا صبیح دیلمی کو امام رضاؑ کے قتل پر مامور کیا اور اُس نے اس خدمت کو انجام دیا"

یہ ہی اجمالی فہرست اُن واقعات کی جنھیں بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے لیکن آخر اس کو قاتلان حسینؑ کے مذہب سے کیا تعلق؟ یعنی زرارہ

jabir.abbas@yahoo.com
Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

نے امام محمد باقر کو برا کہا پس قاتلان حسین شیعہ تھے، ابوبصیر نے امام جعفر صادق کی نسبت سوء ادب سے کام لیا تو قاتلان حسین شیعہ ثابت ہوئے۔ ربیع نے امام جعفر صادق کو منصور عباسی کے پاس حاضر کیا تو قاتلان حسین کا شیعہ ہونا ثابت، مامون الرشید نے جس کا شیعہ ہونا بھی کسی مستند دلیل سے نہیں ثابت امام رضا کو شہید کیا لہذا قاتلان حسین شیعہ تھے!!!

اس قسم کی باتوں کا چھیڑنا اور ان سے بیشتر کتاب کے اوراق کو پر کرنا صرف اسی لئے ہوسکتا ہے کہ عام افراد کا دماغ ان الجھاؤ میں پھنسکر اصلی نقطۂ بحث سے علیحدہ ہوجائے اور اس پر صحیح رائے قائم نہ کرسکے

میں اگر ان باتوں میں سے ہر ایک کا مناظرانہ جواب دینے بیٹھ جاؤں اور اس پر تاریخ ورجال کی روشنی میں تبصرہ کروں تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ میں نے فریق مقابل کو اسکے مقصد میں کامیاب ہوجانے دیا یعنی حقیقۃً خارجی مباحث میں پڑکر نقطۂ بحث کہیں سے کہیں پہونچ گیا اور اصل مسئلہ مبہم کا مبہم رہ گیا اس لئے میں اسکے فیصلہ کن تبصرہ کو اپنی قوم کے مناظرین کے سپرد کرکے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ان روایات سے زیر بحث مسئلہ پر آخر کیا اثر پڑتا ہے؟

اصحاب ائمہ علیہم السلام کے لئے صرف صحابی ہونے کے اعتبار سے فرقہ شیعہ نے کوئی منزلت عطا نہیں کی ہے نہ انکے متعلق اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم ایسی کوئی حدیث وضع کی ہے بلکہ وہ اصحاب ائمہ کی ذات کو مثل دیگر

Presented by: Rana Jabir Abbas

رواۃ کے علم رجال کے قوانین و ضوابط کے مطابق جرح و تعدیل کے پابند سمجھتے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

علمائے شیعہ کو جو زرارہ، ابوبصیر وغیرہ کو مقبول الروایۃ سمجھتے ہیں تو وہ انکے متعلق وارد شدہ روایات و حالات کی جانچ پرتال اور محولہ بالا روایات کے کسی حیثیت سے ناقابل اعتبار ثابت ہو جانے کے بعد ہی۔ اور جس صورت میں کہ وہ روایات صحیح مان لیے جائیں تو نہ زرارہ و ابوبصیر کا کوئی وزن ہے اور نہ انکے روایات کا کوئی اعتبار بلکہ علمائے شیعہ کے نقطۂ نظر سے وہ مجروح اور ساقط الاعتبار قرار پا جائینگے۔

چوتھی دلیل } "قاتلان حسینؑ کے شیعہ ہونے کے لئے صرف یہ بات کافی ہے کہ وہ کوفہ کے رہنے والے تھے اور کوفی ہونا خود دلیل تشیع ہے چنانچہ علامہ قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں لکھتے ہیں تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد وسنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است"

اسکے جواب کے لئے جو پیشگی شائع ہو چکا تھا ملاحظہ ہو ہمارے اسی رسالہ کے دوسرے ایڈیشن میں ص ۹۴ پر باب "عام اہل کوفہ کا مذہب" جس میں انھی دو تین تنقیحوں کی بناء پر جو اصحاب امیر المومنینؑ کے تحقیق مذہب میں اسکے قبل ذکر ہو چکی ہیں یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ عام اہل کوفہ کو مذہب شیعہ سے کوئی تعلق نہ تھا جیسے

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

بعد ہم نے لکھا تھا کہ

"اب کہنے دو قاضی نور اللہ شوستری کو کہ "تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است" یہ اُنکا ذاتی خیال ہے جسکے وہ خود ذمہ دار ہیں اور پھر وہ اہل کوفہ کے تشیع کو مطابق اصل قرار دیتے ہوئے اسکے خلاف پہلو کو محتاج دلیل بتلاتے ہیں اور ہم نے قاتلان حسینؑ کے سنی مذہب پر کافی ادلہ قائم کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اُنکو شیعہ مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اسکے بعد اصل کی رَٹ لگانا بالکل بے اصل ہے"۔

اب فرمائیے اِن قاتلان حسینؑ کے مذہب پر ہمارے ادلہ کا جواب دیئے بغیر ہماری قائم کردہ دونوں تنقیحوں کو غلط ثابت کئے بغیر ہمارے مذکورہ بالا استدلال کو کسی حیثیت سے توڑے بغیر پھر قاضی نور اللہ شوستری ہی کی عبارت کو پیش کر دینا کہاں تک حق بجانب ہے؟

پانچویں دلیل قاتلان حسینؑ نے جو خطوط امام حسینؑ کے نام بھیجے اور اُنکو بلایا اور امام ممدوح اُنہی خطوط کی وجہ سے کربلا میں آ گئے اُن خطوط میں خود اُنھوں نے اپنے کو شیعہ لکھا" اسکے ثبوت میں جلاء العیون علامہ مجلسی رح کی عبارت درج کی گئی ہے جسکا مضمون بالکل وہی ہے کہ جسکو ہم خود تاریخ طبری کے حوالہ سے حوالۂ قلم کر چکے ہیں اور اسی سے ہم نے صورت حالات کو دیکھتے ہوئے کافی بسط و تشریح کے ساتھ حسب ذیل نتائج اخذ کئے تھے۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۱) امام حسینؑ کو کوفہ کی جانب دعوت دینے کے بانی اور اس تجویز کے محرک یقیناً وہ افراد تھے کہ جو شیعہ کہے جاسکتے ہیں لیکن اونکی تعداد کوفہ میں بہت قلیل تھی بیشک اونکی تحریک کا حالات کی دستیاری کی بناء پر عام خلقت کی طرف سے بھی گرمجوشی کے ساتھ استقبال کیا گیا لیکن وہ کسی عقیدۂ کامل اور صحیح فکر و نظر کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ ایسے اسباب کا جو اتفاقی کہے جاسکتے ہیں اور ہنگامی حیثیت رکھتے ہیں

(۲) اُن افراد کی کوششوں کا جو شیعہ تھے رائے عام کے ہموار ہو جانے کا نتیجہ یہ تھا کہ امام حسینؑ کے پاس خطوط اور عرضداشتوں کی کثرت ہوگئی یہاں تک کہ وہ عرضداشتیں طومار ہوگئیں جو ایک دو یا تین چار آدمیوں کے دستخط سے تھیں الگ الگ بھیجنے والے اگرچہ شیعہ تھے لیکن جن لوگوں کے دستخط تھے اُن سب کا شیعہ ہونا قابل تصدیق نہیں ہے ۔

(۳) ان تمام کارروائیوں کے بعد جو اجتماعی حیثیت سے ہوئیں اور جو افراد شیعہ کی جدوجہد کا نتیجہ تھیں ایک خط کوفہ سے امام حسینؑ کے نام بدین الفاظ لکھا گیا ہے کہ کھیتیاں لہلہا رہی ہیں اور میوے درختوں میں رسیدہ ہیں اور تالاب لبریز ہیں پس جب آپ چاہیں تشریف لائیں ایک ایسے لشکر کی جانب جو آپ کے لیے آراستہ موجود ہے ؎

؎ اس پر سات آدمیوں کے دستخط تھے شبث بن ربعی ۔ حجار بن ابجر ۔ یزید بن حارث ۔ یزید بن رویم ۔ عزرہ بن قیس ۔ عمرو بن الحجاج زبیدی ۔ محمد بن عمیر تمیمی ۔

jabir.abbas@yahoo.com

Presented by: Rana Jabir Abbas

(۴) وہ ابتدائی خطوط جو جماعت شیعہ کے نام سے گئے تھے لیکن اس آخری خط کے لکھنے والوں نے اپنے آپ کو شیعہ نہیں لکھا تھا اور کسی عقیدہ و ترشیح کا مظاہرہ کیا تھا بلکہ ہم نے اس کے مضمون کا سابقہ خطوط کے مضامین سے موازنہ کر کے ثابت کر دیا تھا کہ اس خط کا کوئی تعلق اس جماعت سے معلوم نہیں ہوتا جو امام حسین کو دعوت دینے کی بانی تھی بلکہ یہ خط ایک منظم سازش کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے (۵) ان خطوط کے بھیجنے والوں میں سے جو جماعت شیعہ کے نام سے گئے ہیں ایک شخص کی بھی کوئی موجودگی واقعہ کربلا میں امام حسینؑ کے مقابل میں پائی نہیں جاتی بلکہ ان میں سے اکثر نے اپنے عہد وفا پر عمل کیا اور اپنی جان فرزند رسول پر نثار کی۔ بخلاف اس کے آخری خط جن سات آدمیوں کے دستخط تھے ان میں سے پانچ کا مسلماً واقعہ کربلا میں موجود اور قتل امام حسینؑ میں شریک ہونا ثابت ہے اور بقیہ دو کا بھی ایسے سازشیوں کی جمعیت میں ہونا دور از قیاس نہیں ہے۔

اب اس کا فیصلہ ناظرین کے ہاتھ ہے کہ ہمارے مذکورہ بالا نتائج کو غلط ثابت کئے بغیر ہمارے مقابلہ میں ایسی ہی عبارت کو پیش کر دینا جس کے مضمون سے ہم نے یہ نتائج اخذ کئے ہیں دیدہ دلیری نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ خیال کہ جن لوگوں نے اپنے تئیں شیعہ لکھا تھا یا جنہوں نے خطوط روانہ کئے تھے وہ سب شیعہ ہی تھے اسلئے کہ اگر شیعہ نہ ہوتے تو امام انکے قول پر اعتماد نہ کرتے اور دھوکا نہ کھا جاتے اس لئے کہ ہر امام کو خدا کی طرف سے ایک رجسٹر ملتا ہے جس میں انکے شیعوں کے نام بقید ولدیت لکھے ہوتے ہیں۔

jabir.abbas@yahoo.com

صحیح نہیں ہے اس لئے کہ امام بلکہ پیغمبر کے افعال و اعمال کی بھی بنیاد علم باطن پر نہیں بلکہ علم ظاہر پر ہوتی ہے اور انکے فرائض و احکام بھی اسباب ظاہریہ کے پابند ہوتے ہیں لہذا صورت حال کی بنا پر خطوط کے مندرجہ بیانات کو صحیح سمجھنا اور اس کے مطابق طرز عمل اختیار کرنا ناگزیر تھا۔ لیکن وہ انکی حقیقی صداقت و حقانیت کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اور اسی سے۔

چھٹی دلیل { کا وزن بھی معلوم ہوتا ہے کہ "امام حسینؑ نے خود بھی ان خط لکھنے والوں کو شیعہ فرمایا" اور اس کے ثبوت میں علامہ مجلسی کا یہ فقرہ درج کیا ہے کہ حضرت نے اپنے اصحاب سے مسلم و ہانی کے قتل کی خبر سناتے ہوئے فرمایا "شیعیان ما دست از یاری ما بر داشتند" (ہمارے شیعوں نے ہاتھ ہماری مدد سے اٹھا لیا)

چونکہ خطوط جو آئے وہ جماعت شیعہ کے نام سے تھے اور چاہے خط لکھنے والوں میں اکثر افراد تشیع سے واسطہ نہ رکھتے ہوں لیکن افراد شیعہ کی تحریک وہ بھی اُس وقت حضرت امام حسینؑ کی شیعیت یعنے تابع فرمان ہونے کے دعویدار تھے لیکن حضرت مسلم کے ورود کے بعد اُن حالات کی بنا پر جنکو تشریح کے ساتھ رسالہ میں بیان کیا جا چکا ہے انھوں نے مسلم کی مدد نہ کی یہاں تک کہ مسلم شہید ہو گئے تو یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ "شیعیان ما دست از نصرت ما بر داشتند" لیکن اس سے تمام خط لکھنے والوں کے مذہب پر روشنی نہیں پڑتی۔

Presented by: Rana Jabir Abbas

پھر اب اگر ان خط لکھنے والوں میں کچھ لوگ واقعہ کربلا میں امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ میں موجود بھی ہوں تو اس سے کیا نتیجہ جبکہ اُس خط کے متعلق جو سات آدمیوں کے نام سے گیا تھا۔ ہم نے خود اپنے رسالہ میں اظہار کیا ہے کہ اُن میں سے پانچ آدمی یقیناً واقعہ کربلا میں موجود تھے اور یہی وہ لوگ تھے جو اُس لشکر کے سرداروں میں سے بھی تھے لیکن ان لوگوں کی جماعت شیعہ سے بے تعلقی پورے طور پر ثابت ہو چکی ہے۔

پھر اسی بات کو جو خود ہم نے لکھی تھی ہمارے مقابلہ میں جلاء العیون علامہ مجلسیؒ سے پیش کرنا کہ وہ لکھتے ہیں کہ

"پس (عمر بن سعد) عروہ بن قیس احمسی را طلبید و خواست کہ برسالت بخدمت حضرت بفرستد چون آن نامرد از انہا بود کہ نامہ بحضرت نوشتہ بودند قبول رسالت نہ کرد پس ہر یک از روسائے لشکر کہ میگفت باین علت اباء می کردند زیرا کہ اکثر از انہا بودند کہ نامہ بحضرت نوشتہ حضرت را بعراق طلبیدہ بودند" کہاں تک کامیابی کی نشانی قرار پا سکتا ہے؟

بے شک کوفہ کی رائے عامہ افراد شیعہ کی جدوجہد سے امام حسینؑ کے لئے ہموار ہو چکی تھی اور وہ تمام لوگ یزید کی خلافت سے بیزار اور حضرت کی تشریف آوری عراق کے آرزومند تھے اور متفقہ حیثیت سے حضرت کو دعوت دینے میں شریک تھے اور اُنہیں سے کثیر تعداد نے حضرت مسلم کے توسط سے آپکی

Contact : jabir.abbas@yahoo.com http://fb.com/ranajabirabbas jabir.abbas@yahoo.com

بیعت عشرہ کی تھی لیکن بعد میں حالات کے انقلاب نے اُنکے عزائم و نیات میں بھی انقلاب پیدا کردیا اور وہی تلواریں جو حسینؑ کی نصرت کے لئے تیز کی گئی تھیں حسینؑ سے جنگ میں صرف ہوئیں لیکن اس کی ذمہ داری افراد شیعہ پر کہاں تک عائد ہوتی ہے اس کا فیصلہ ہمارے رسالہ کے تاریخی بیانات کے مطالعہ پر موقوف ہے۔

پھر اگر اہل کوفہ کے اس انقلاب حالت کا حوالہ دیتے ہوئے امام حسینؑ نے احتجاج طبرسی کے بیان کے مطابق عام اہل کوفہ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ "تم نے ہم کو بڑے قرار ہو کر پکارا اور ہم تمہاری پکار پر تیزی کے ساتھ آئے تو تم نے ہم پر تلوار کھینچ لی۔"

تو اس سے جماعت شیعہ کا کیا قصور ثابت ہوتا ہے۔ اُنھوں نے تو اپنا سا کام کرلیا تھا لیکن ہنگامی انقلابات کو وہ کیا کر سکتے ہیں۔ پھر اُنھوں نے اپنے عہد وفا پر عمل بھی کیا اور اُن میں سے اکثر افراد نے اپنی جانیں حسینؑ پر نثار بھی کیں جنکا تذکرہ سابق میں ہو چکا

امام حسینؑ کی تشریف آوری کے متعلق اہل کوفہ کی تمام آرزو و خواہش اور دعوت پر نظر کرتے ہوئے امام زین العابدینؑ کا یہ فرمانا بالکل حق بجانب تھا کہ

هل تعلمون انكم كتبتم الى ابى وخدعتموه الخ — تم نے میرے والد بزرگوار کو خط لکھا اور اُنکو فریب دیا لیکن عام اہل کوفہ

Presented by: Rana Jabir Abbas

شیعہ سب تھے اور اسی طرح حضرت کا اہل کوفہ کو روتے دیکھ کر یہ فرمانا کہ ان هولاء یبکون فمن قتلنا غیرهم یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں مگر انکے سوا ہم کو قتل کس نے کیا۔

مگر اس سے انکے تشیع پر روشنی کونسی پڑتی ہے کیا کسی نے کہدیا کہ امام حسینؑ کی مظلومیت سے متاثر ہو کر رونا تشیع کی کافی ضمانت ہے؟

مخالف کی عجیب و غریب تحریف

مجالس المومنین کی عبارت سے بیجا استدلال

شیعیانِ کوفہ کے قتلِ امام حسینؑ پر ثابت کرنے کی ناکام کوشش

قاتلانِ حسینؑ کو شیعہ ثابت کرنے کے سلسلہ میں بڑے شد و مد سے جو چیز پیش کی جاتی ہے وہ مجالس المومنین مصنفہ قاضی نور اللہ شوستری کی عبارت ہے لیکن ہم نے جو اصل کتاب کو نکال کر عبارت کا مقابلہ کیا تو نقل شدہ عبارت میں ایسی کاٹ چھانٹ تراش خراش نظر آئی جو کسی طرح دیانت و امانت کے اصول پر جائز نہیں ہو سکتی، اپنے مطالب کے حصول کے لئے اس قسم کی تحریف کرنا فن تصنیف

jabir.abbas@yahoo.com

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

Presented by: Rana Jabir Abbas

وتالیف اور مباحثہ و مناظرہ پر بدنما داغ لگاتا ہے۔

اب ہم کچھ منقول شدہ عبارت اور اسکے تناسب سے اصل عبارت درج کرکے اسکے تحریفات کی نشاندہی کرتے ہیں۔

منقول شدہ عبارت جس کو پیش کیا جاتا ہے

"سلیمان بن صرد خزاعی ساکن کوفہ است و سبب خروج او بر بنی امیہ آن بود کہ چون طائفہ کوفیان باسلم بیعت کردہ نقض عہد کردند و نوبت بشہادت امام حسین رسانید ند سلیمان بعد از عزیمت آن شاہ متنبہ شدہ انگشت حسرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین می کرد کہ خسران دنیا و آخرت نصیب باشد کہ بعد از انکہ امام حسین علیہ السلام را طالب داشتیم تیغ بر روئے او کشیدیم تا ان بیوفائی مارسید اوآنچہ رسید و رؤسائے این جماعت پنج نفر بودند سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نجبہ و عبداللہ بن سعد و عبداللہ بن وال و رفاعہ ابن شداد و این پنج کس از معارف اصحاب امیرالمؤمنین بودند و چون عزیمت ایشان طلب خون امام حسین علیہ السلام تصمیم یافت جمع کثیر در سرائے سلیمان بن صرد خزاعی جمع آمدند و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر سعد بکربلا رفتہ بود آغاز سخن کردہ الخ

اصل عبارت جو مجالس المومنین کی مطبوعہ نسخہ میں موجود ہے

سلیمان بن صرد کا نام لکھنے کے بعد استیعاب ابن عبدالبر کے حوالہ سے انکی مختصر

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

حالات درج کیے ہیں پھر لکھا ہے ۔

"صاحب روضتہ الصفا آوردہ کہ منشاء خروج بر بنی امیہ آن بود کہ ما کفہ از کوفیان با مسلم بن عقیلؑ عہد و بیعت کردہ بودند ونقض عہد کردہ امام حسین را نصرت نمودند تا با اہل بیت و اصحاب خود بدرجۂ شہادت رسید بہ از جند گاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین کردند کہ خسران دنیا و آخرت نصیب ما شد کہ بعد ازانکہ امیر المومنین حسینؑ را طلب داشتیم تیغ در روئے او کشیدیم تا از بیوفائی ما رسید با انچہ رسید و روسائے این جماعت پنج نفر بودند سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبۃ الفزاری وعبداللہ بن سعد الازدی وعبداللہ بن وال التیمی و رفاعہ بن شداد و این پنج کس از معارف اصحاب امیر المومنین علیؑ بودند و چون عزیمت ایشان بطلب خون امام حسینؑ تصمیم یافت جمعے کثیر در سرائے سلیمان بن صرد جمع آمدند و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر اکیہ بلا رفتہ بود آغاز سخن کردہ الخ

اب ملاحظہ ہو کہ اس مختصر سی عبارت میں کتنے تصرفات جائز سمجھے گئے ہیں

"سلیمان بن صرد خزاعی ساکن کوفہ است وسبب خروج او بنی امیہ آن بود"

اس عبارت کو ایک ڈال اور مسلسل طور پر نقل سے غرض یہ ہے کہ آخر تک تمام عبارت قاضی نور اللہ شوستری کی سمجھی جاسکے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سلیمان بن صرد خزاعی ساکن کوفہ ست کے بعد کچھ حالات لکھ کر" صاحب روضتہ الصفا آوردہ

Presented by: Rana Jabir Abbas

الفاظ موجود تھیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کی عبارت صاحب روضۃ الصفا کی ہے جو علمائے اہلسنت میں سے ہیں اور شیعہ مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ پھر اسکے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں کہ " طائفہ از کوفیان با مسلم بن عقیل عہد بیعت کردہ بودند و نقض عہد کردہ امام حسین را نصرت ننمودند تا با اہلبیت و اصحاب خود بدرجہ شہادت رسید"

"اہل کوفہ میں سے وہ جماعت کہ جس نے مسلم بن عقیل کے ساتھ عہد و بیعت کی تھی اور پھر عہد شکنی کر کے امام حسینؑ کی نصرت نہ کی یہانتک کہ حضرت اپنے اہل بیت و اصحاب کے ساتھ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔"

اس سے ظاہر ہے کہ اس جماعت اہل کوفہ پر جو الزام عائد کیا جا رہا ہے وہ یہ کہ انھوں نے امام حسین ع کی مدد نہ کی یہاں تک کہ حضرت شہید ہو گئے۔ بس لیکن اس عبارت کو نقل جو کیا جاتا ہے تو وہ یوں کہ۔

"چون طائفہ کوفیان با مسلم بیعت کردہ نقض عہد کردند و نوبت بشہادت امام حسینؑ رسانیدند"

"جب اہل کوفہ کی جماعت نے مسلم کے ساتھ بیعت کر کے عہد شکنی کی اور امام حسینؑ کی شہادت تک نوبت پہنچائی۔"

اس میں ایک تو طائفہ از کوفیان کے بجائے " طائفہ کوفیان " کہکر ذمہ داری کو تمام اہل کوفہ کی جانب عائد کر دیا گیا ہے پھر " نصرت ننمودند تا

Contact : jabir.abbas@yahoo.com
http://fb.com/ranajabirabbas

بدرجۂ شہادت رسید کے بجائے

" نوبت بشہادت امام حسینؓ رسانیدند " کرکے حضرت سید الشہداء کے قتل کو تمامتر انھی کی طرف منسوب کردیا گیا ہے جس سے انھی کا قاتل امام ہونا ثابت ہو۔

پھر اسکے بعد اصل عبارت یوں ہے کہ

" بعد از چند گاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ برخود نفریں کردند الخ " یعنی وہی جماعت کچھ عرصہ کے بعد متنبہ ہو کر انگشت بدندان ہوئی اور اس نے اپنے اوپر لعنت ملامت کی "

لیکن نقل کرنے میں یوں کردیا گیا کہ

" سلیمان بعد از چند ماہ متنبہ شدہ انگشت حسرت بدندان گرفتہ برخود نفریں می کرد "

یہ اس لئے کہ صاف طور پر سلیمان بن صرد خزاعی اس ذمہ داری قتل میں شریک ہوجائیں اور اس سے علیحدہ نہ رہیں "

کیا حقیقت کی تلاش کے لئے ایسی ہی ملمع کاریوں کی ضرورت ہوتی ہے اور تحقیق کے معنی یہی ہیں کہ آنکھ حقیقت پوشی سے کام لیا جائے۔

اسی سے ناظرین کو اندازہ ہوگا کہ مقصد کتنا کمزور ہے جو بغیر ان کارروائیوں کے پایۂ ثبوت تک پہونچایا ہی نہیں جاسکتا۔

jabir.abbas@yahoo.com

یہ تھی حقیقت اس دعوے کی کہ "قاتلان حسینؑ کے شیعہ کہنے کی بنیاد کتب شیعہ پر ہے۔"

معلوم ہو گیا کہ نہ کتب اہل سنت ہی قاتلان حسینؑ کو شیعہ بتلانے میں ہم آواز ہیں اور نہ کتب شیعہ ہی اس میں ہمساز۔ انکو شیعہ ثابت کرنے کی سعی ناکام ہے اور ہمیشہ ناکام رہے گی چاہے اس میں کتنی ہی کوشش صرف کیجائے۔

والحجۃ البالغۃ عند ربك والسلام۔

علی نقی النقوی عفی عنہ

۱۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

jabir.abbas@yahoo.com